اصلاح معاشرہ پر بہترین تصنیف

لہو کی بوندیں

تالیف منیف
علامہ سعید احمد قادری کانپوری

مکتبہ نوریہ رضویہ وکٹوریہ مارکیٹ سکھر

لہو کی بوندیں

سنتے ہیں آپ سارے زمانے کا دردِ دل
کہیئے تو میں بھی قصۂ سوزِ جگر کہوں

محمد سعید کانپوری

ناشر: ابوالفضل محمد فاروق احمد۔ گنبٹ
مکتبہ نوریہ رضویہ وکٹوریہ مارکیٹ سکھر

قیمت [illegible] روپے

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

ترجمہ: تم بہتر ہو اُن سب اُمتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔
بھلائی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو (ترجمہ رضویہ)

خبردار —— ہوشیار

اَلْبِرُّ لَا يَبْلٰى وَالذَّنْبُ لَا يُنْسٰى وَالدَّيَّانُ
لَا يَمُوْتُ اِعْمَلْ مَا شِئْتَ كَمَا تَدِيْنُ تُدَانُ
(حدیث)

ترجمہ: نیکی پُرانی نہ ہوگی۔ گناہ بھلایا نہ جائے گا اور اللہ کو
موت نہیں جو چاہو کرو، جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

فہرستِ مضامین

دِل کی آواز!

اس دنیا کی عمر کو ہزاروں سال ہو چکے ہیں۔ اس عرصے میں نہ جانے کتنی قومیں پیدا ہوئیں اور صفحۂ ہستی سے مٹ گئیں۔ خوش نصیب تھیں وہ قومیں اور وہ افراد جنہوں نے اپنے اپنے زمانہ میں پیغمبروں کا دامن مضبوطی سے تھام لیا تھا اور ان کی زندگی کے لیل و نہار انبیائے کرام علیہم السلام کے اشاروں پر گذر رہے تھے۔

پچھلی قوموں کی داستانِ زندگی مثل آئینے کے آج ہمارے سامنے ہے جس میں ہم ان کی تصویر دیکھ سکتے ہیں۔

مسلمان کا شاندار ماضی اسی وقت سے شروع ہوتا ہے جب آسمانِ نبوت و رسالت کا آخری آفتاب فاران کی چوٹی سے طلوع ہوا۔

فاران کی چوٹی سے پھوٹنے والی کرنوں سے سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستفیض ہوئے اور اس طرح دنیا کے آخری پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت کا سنگِ بنیاد رکھا اور پھر

لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے جاں نثار ساتھیوں کو مصائب و آلام کی جن منزلوں سے گذرنا پڑا وہ صیغۂ راز میں نہیں ہیں بلکہ محدثین کے نوک قلم سے نکل کر کروڑوں صفحات پر لکھے گئے ہیں۔ آج مسلم قوم کو اس کا احساس بھی نہیں

کہ ہمارے اسلاف نے کس جانفشانی سے اسلام کے نورانی درخت کو سینچا ہے کفر و شرک کے پہاڑوں کو وہ کس طرح کچلتے ہوئے آگے بڑھے تھے اور شیطان کے سیاہ لشکر کا مقابلہ کرنے میں ان پر کیا گزری یہ ایک ایسی دردناک کہانی ہے جس کا تصور ہی مردِ مومن کے دل کو ہلا دیتا ہے۔

اسلام کا وہ آہنی قلعہ جس کی ایک ایک اینٹ میں اسلاف کے لہو کی بوندیں شامل ہیں اور جس کی سُرخی قیامت تک آنے والی نسلوں کو آواز دے گی۔

واحسرتا! آج مسلم قوم ہی اس قلعے کی دیواروں پر ضربیں لگا رہی ہے۔ آج کھلے عام احکام اسلام کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے اور وہ بھی کس کے ہاتھوں خود اپنی ہی قوم کے افراد اسلام کی پیٹھ میں چھرا گھونپ رہے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب لہو کی بوندیں جو آپ کے ہاتھ میں ہے اس کے صفحات پر آج کی اکثر ان خلاف شرع حرکتوں پر بے لاگ تبصرہ کیا جائے گا جس میں قوم کے بیشتر حضرات ڈوب گئے ہیں۔

اگر آپ نے بہ نظرِ غائر اس کتاب کا مطالعہ کیا تو یہ حقیقت ہے کہ آپ کو اس کتاب کی سطروں میں الفاظ و عبارات کی سیاہی سے زیادہ خونِ جگر کی سُرخی نظر آئے گی۔

محمد سعید کانپوری

جمعہ ۲۷ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ

مطابق ۲۶ اپریل ۱۹۶۸ء

۷۸۶
۹۲

اُمّتِ خیر

اس کتاب کا آغاز سب سے پہلے اسی آیتِ کریمہ سے کیا جارہا ہے جس کو آپ شروع میں تلاوت کر چکے ہیں۔ خالقِ کائنات کا ارشاد گرامی ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ پ۴ ع۲
تم بہتر ہو سب اُمتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو بُرائی سے روکتے ہو۔

قومِ مسلم وہ خوش نصیب قوم ہے جس کے حق میں یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔ جس طرح ہمارے سرکار علیہ السلام تمام نبیوں میں افضل واعلیٰ ہیں اسی طرح تمام قوموں میں سب سے افضل واعلیٰ مرتبہ قومِ مسلم کا ہے اور یہ صدقہ ہے مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا۔ غور فرمائیے جو قوم دنیا کو بُرے کام سے روکنے کے لئے آئی ہو وہ آج خود ہی ہر طرح کے گناہوں میں ڈوب گئی ہے یہ قیامت نہیں تو اور کیا ہے۔

تاش آج جدھر نظر ڈالئے جگہ جگہ مسلمان آپ کو تاش کھیلتے نظر آئیں گے۔ تاش کھیلنا لہو لعب میں داخل ہے۔ اس میں فضول وقت برباد کیا جاتا ہے اور نیک کاموں کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اگر آپ کہیں کہ جناب ان میں بعض لوگ نمازی ہیں۔ تو میں عرض کروں گا کہ حضرت! نماز کے متعلق قرآن میں ہے کہ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ۔ نماز بے حیائیوں اور بری باتوں سے روکتی ہے۔ اب فرمائیے کہ تاش کھیلنا بُری بات ہے یا نہیں اگر ہے اور یقیناً ہے تو جناب یہ نمازی کیسا جو تاش بھی کھیلتا ہے اور نماز بھی پڑھتا ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ نماز صحیح نہیں پڑھتا ورنہ بُری باتوں سے ضرور پرہیز کرتا۔ اب آپ فرمائیں گے کہ اس کی یہ عادت کیسے ختم ہو تو سُنئے! دیکھئے یہ شخص سچے دل سے توبہ کرے اور نماز کو وقت کے اندر صحیح طریقہ سے ادا کرے. غسل و وضو و نماز کا صحیح طریقہ جو ہمارے اسلاف نے بتایا ہے اس پر عمل کرے تو یقیناً اس کی بُری عادتیں ختم ہو جائیں گی۔

جُوا یہ مرض بھی قوم مسلم کو بری طرح چمٹ گیا ہے۔ بچے 'بوڑھے' جوان سبھی اس میں غوطہ لگا رہے ہیں۔ حد یہ ہو گئی کہ عام راستے پر لڑکے جوا کھیلتے ہیں۔ راہگیر راہ سے گذر رہے ہیں: ان کا کوئی لحاظ پاس نہیں ہاں اگر ان کو ہے خطرہ کسی سے تو وہ صرف لال ٹوپی والوں سے۔

ہماری نئی نسلوں کو خدا کا ڈر نہیں ہے، پولیس کا ڈر ہے۔ یہ دماغ کی کتنی بڑی بھول ہے کہ جہاں مر کر جانا ہے اور حساب دینا ہے وہاں کی کوئی فکر ہے نہ ڈر اور دنیا والوں سے ہر وقت چوکنا رہتے ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ نوجوان اور بوڑھے سبھی جوا کھیل رہے ہیں۔ حالانکہ ان کو چاہئے یہ تھا کہ نئی عمر کے جن لڑکوں میں اس قسم کی عادت ہے ان کی اصلاح کرتے نہ کہ خود ہی اس میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اس کا برا اثر لڑکوں پر بھی پڑتا ہے اور وہ نڈر ہو کر جوا کھیلتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب اپنے لڑکوں کو منع کریں تو لڑکا زیادہ یہ کرے گا کہ سامنے نہیں کھیلے گا. مگر چھپ کر ضرور اپنی خبیث عادت پر عمل کرے گا۔ لہٰذا پہلے آپ کو خود ہی یہ بُری عادت چھوڑنا پڑے گی۔

شراب شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ آج کی دنیا میں مسلمان کہلاتے والے کتنی تعداد میں شراب کا استعمال کرتے ہیں۔ اسلام کے وہ فرزند جن کے مذہب میں شراب کا ایک قطرہ بھی حرام ہے۔ آج وہ کثرت سے شراب پی کر ایمان و اخلاق پر کلہاڑی چلا رہے ہیں

اس مرض میں بھی بچوں جوانوں اور بوڑھوں کی کوئی تخصیص نہیں۔ سبھی اس میں مبتلا ہیں، خوب فرمایا ہے مولانا نسیم صاحب بستوی نے کہ ؎

جوانوں کا یہ عالم ہے کہ مے خانوں میں پھرتے ہیں
کسی ایکٹرس پہ عاشق ہیں مثلِ زن سنورتے ہیں
ہیں مذہب سے الگ الحاد کا دم روز بھرتے ہیں
مسلماں ہیں مگر مغرب کے ہر فیشن پہ مرتے ہیں
ادائے دلربائی سے بھری گفتار ہے اُن کی
پسینہ حُسن کو آجائے وہ رفتار ہے اُن کی

مذہب اسلام نے شراب کو حرام قرار دیا ہے اور یہ چیز دین اور دنیا دونوں کو برباد کردیتی ہے شراب پینے کا ایک نقصان یہ ہے کہ اس سے قوتِ فیصلہ مکدّر ہوجاتی ہے اور نازک و اعلےٰ احساسات کند ہوجاتے ہیں۔ گویا شراب ضبط کی بریک توڑ ڈالتی ہے۔ شرابی کی تیز گفتگو سے یہ کبھی نہ سوچنا چاہئے کہ اس میں طاقت زیادہ آگئی ہے بلکہ ہوتا یہ ہے کہ اس کی ضبط کی قوت ختم ہوجاتی ہے۔ مثال کے طور پر یوں سمجھ لیجئے کہ جیسے کوئی انجن بلند جگہ کھڑا ہے اس کی بریک ٹوٹ جائے ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں انجن نچلی سطح کی طرف بھاگنے لگے گا۔ اب اگر کوئی یہ کہے اس انجن میں طاقت زیادہ آگئی ہے تو وہ شخص بالکل پاگل سمجھا جائے گا۔ اور ڈرائیور یہی کہے گا کہ جناب اس کی بریک ٹوٹ گئی ہے۔ اسی طرح شرابی کی ضبط بریک ٹوٹ جاتی ہے اور جس طرح بریک ٹوٹنے والا انجن نقصان پہنچاتا ہے بلکہ خود بھی ٹوٹ کر پاش پاش ہوجاتا ہے اسی طرح شرابی سے دوسروں کو نقصان ہے اور خود شرابی کو بھی۔ لہٰذا ایسی خبیث چیز سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہئے۔

بے پردگی بے پردگی اور بے حیائی کا جو مظاہرہ آج کل ہو رہا ہے جسے دیکھ کر ایک مردِ مومن کا کلیجہ ہل جاتا ہے۔ غیر قوموں سے ہم کو واسطہ ہی کیا خود اپنی ہی

قوم مغربی تہذیب میں غوطہ زن نظر آتی ہے۔ جہنم کے بھڑکتے ہوئے شراروں کا اسے مطلق احساس نہیں ہے۔ مسلم عورتوں کا بے پردہ چلنا آج کل اس قدر عام ہو گیا ہے کہ مردوں کے ساتھ چلتے ہوئے بھی نقاب اُلٹ لیتی ہیں اور شوہر صاحب یا دوسرے عزیز ساتھ میں ہیں وہ منع نہیں کرتے۔ اِس بے حیائی کا انجام بڑا خطرناک ثابت ہو رہا ہے اور آخرت میں جو عذاب ہوگا وہ تو باقی ہے۔ مولانا نسیم صاحب بستوی فرماتے ہیں ؎

تمہاری عورتوں نے عام کر دی بے حیائی ہے — تمہاری لڑکیوں نے عزتِ قومی مٹائی ہے
تمہاری زندگی تم پر قیامت بن کے چھائی ہے — تمہاری آبرو اغیار کے ہاتھوں میں آئی ہے
تمہاری عزت و توقیر بازاروں میں مرتی ہے
جہاں انسانیت دم توڑتی ہے آہ بھرتی ہے

پڑوسی مزے کی بات یہ ہے کہ اب مسلمان عورتیں اپنے پڑوسی سے تو پردہ کریں گی اور جب کوئی پھیری والا سودا فروخت کرنے آتا ہے تو اس طرح بے پردہ ہو کر سامنے آتی ہیں کہ بس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے داماد صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ یہ قیامت نہیں تو اور کیا ہے۔ اے مسلم قوم کی ماؤں اور بہنو! خدارا اپنی ہڈیوں پر رحم کرو تمہیں مر کر خدا کے سامنے جواب دینا ہے۔ قیامت کے دن جب تم سے اس کا سوال ہوگا، اُس وقت کیا جواب دو گی۔

آپ کے مشاہدے میں یہ بات بھی ہو گی کہ اپنے عزیزوں سے تو پردہ مثلاً خُسر جیٹھ وغیرہ وغیرہ سے اور جب راستہ چلتے ہوئے ہزاروں مسلم وغیر مسلم لوگوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر چلتی ہے تو اس بے حیا کو ذرا بھی شرم نہیں آتی۔ مسلم قوم کی تاریخ پر نظر ڈالئے تو حیرت ہوتی ہے کہ کیا یہ وہی مسلم قوم کی خواتین ہیں جو اپنی عصمت کی حفاظت پر اپنی جان

سے کھیل جانا معمولی بات سمجھتی تھیں۔

برقع برقع جو پردہ کی خاطر وجود میں آیا تھا آج کے اس فیشن ایبل دور میں وہ بھی زینت بن چکا ہے۔ ایک سے ایک ڈیزائن کے برقعے کہ جن کو دیکھ کر بے اختیار لوگوں کی لوگوں کی نگاہیں اُٹھ ہی جاتی ہیں۔ عورت کے لئے برقع کی ایجاد کا مقصد صرف اس کو پردہ میں رکھنا تھا لیکن ہو یہ رہا ہے کہ اب برقع کی وجہ سے خود برقع ہی لوگوں کو دعوت نظارہ دے رہا ہے۔ اس پر ظلم یہ کہ نقاب اُلٹ لی جاتی ہے۔ ایسی ہی بے حیا اور بے غیرت عورتوں کو دیکھ کر اکبر الہ آبادی چیخ پڑے تھے اور فرمایا تھا ؎

بے پردہ آئیں مجھ کو نظر چند بیبیاں — اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو میں نے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا — کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

مولانا نسیم بستوی صاحب کے اشعار بھی سنتے چلیے جن میں زمانۂ ماضی کی مسلم عورتوں کے کردار کی جھلک نظر آتی ہے ؎

وہ عورت جس میں مردوں کی طرح بھی جرأتِ ایماں — وہ عورت جس کے چہرے سے عیاں تھی طلعتِ ایماں
وہ عورت جس نے پائی تھی خدا سے فطرتِ ایماں — وہ عورت جان دے کر جس نے کی تھی خدمتِ ایماں

اسی عورت کو اب بے شرم و عریاں دیکھتا ہوں میں
اسی کو پردۂ مغرب پہ رقصاں دیکھتا ہوں میں

جالی آج کل برقعوں میں ایک باریک جالی لگائی جاتی ہے جس سے نقاب ڈالنے کے باوجود چہرہ صاف نظر آتا ہے۔ کس قدر بے حیا اور سیاہ دل ہیں ان کے شوہر صاحبان جو اس قسم کی جالیاں لگانے کی اجازت دیتے ہیں اور خود لگوا کر لاتے ہیں آج نہیں تو کل قیامت کے دن اس کا جواب دینا ہوگا۔ قیامت کے دن مواخذہ سے بچنے کے لئے آج ہی اپنی عورتوں

اور لڑکیوں کو بے حیائی بے پردگی اور سینما دیکھنے سے روکئے اور اسلامی طریقہ پر زندگی گزارنے کا سبق سکھائیے۔

نظر کا ایکسیڈنٹ

اسلام کا کوئی قانون حکمت سے خالی نہیں ہے۔ مثال کے طور پر نظر ہی کا قانون ملاحظہ فرمائیے کہ غیر عورت کو دیکھ کر فوراً نظر ہٹا لینا چاہئے۔ اس کو برابر گھور گھور کر دیکھتے رہنا یہ غیر اسلامی طریقہ ہے۔ ایٹم و میزائل کے اس دور میں اسلامی طریقہ پر عمل نہ کر کے جو نقصان ہو رہے ہیں وہ سب جانتے ہیں ہندوستان میں تو ابھی پھر بھی غنیمت ہے مگر دوسرے ممالک امریکہ و لندن وغیرہ میں سڑک پر چلتی ہوئی عورتوں اور لڑکیوں کو اُٹھا لے جانا بالکل معمولی بات ہے۔ وہاں کے اخبارات ایسی شرمناک خبروں سے بھرے رہتے ہیں۔ ہندوستان کے جن لوگوں کو ان ممالک میں جانے کا اتفاق ہوا ہے وہ خوب اس بات سے واقف ہیں۔ اسلام نے شروع ہی سے پردہ کی تعلیم دی ہے اگر اس پہ عمل کیا جائے تو آج معاشرہ سدھر سکتا ہے۔ کبھی اس دور کے لیڈر صاحبان بھی اسلامی افادیت کو تسلیم کر ہی لیتے ہیں جیسا کہ سکھر کے ڈی ایم نے پردہ کی افادیت کو تسلیم کر لیا ہے۔ یہ مضمون ایک رسالہ میں چھپا تھا۔ آئیے ہم بھی اسلامی قانون کی افادیت کا اندازہ لگا کر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کریں کہ اُنھوں نے آج سے ہزاروں سال قبل ہی عورتوں کو پردہ میں رہنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ خبر میں بتایا گیا تھا کہ سکھر کے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے وہاں کی طوائفوں پر پابندی عائد کر دی ہے کہ وہ برقع پہنے بغیر حکلہ کی حدود سے باہر نہ جایا کریں، شہریوں کو اس امر کی سخت تکلیف و شکایت تھی کہ طوائفیں بناؤ سنگار کر کے دن بھر شہر میں گھومتی رہتی ہیں اور نوجوان نسل پر بُرا اثر ڈالتی ہیں۔ ان شکایات کے پیش نظر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے برقع کے استعمال کی پابندی عائد کر دی ہے۔

اب شہریوں کو دوسری دقّت کا سامنا ہے کہ برقع کے استعمال کی وجہ سے شریف خواتین و طوائفوں میں تمیز مشکل ہو گئی ہے۔ اس سلسلے میں ایک یونین کمیٹی کے چیرمین نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ طوائفوں کے برقع کے لئے ایک مخصوص رنگ مقرر کیا جائے۔ اس سلسلے میں انھوں نے ٹیکسی کاروں سے ملتا جلتا رنگ تجویز کیا ہے۔ یعنی طوائفوں کے برقعوں کا نچلا حصہ سیاہ اور اوپر کا پیلا ہونا چاہیے۔

مولوی کی خوشی

مولوی یہ خبر پڑھ کر بہت خوش ہے کہ اس میں پردہ و حجاب کی افادیت کو تسلیم کیا گیا ہے۔ طوائفوں کے بناؤ سنگار سے جو بُرا اثر نوجوانوں پر پڑتا ہے اس کے ازالہ کے لئے برقع کی پابندی نافذ کی گئی ہے جو بالکل درست ہے ممکن ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب کے اس اچھے حکم کو بعض لوگ شہری آزادی کے خلاف سمجھیں مگر حقیقت یہی ہے کہ اس قسم کی شہری آزادی پر جس سے مسلمان کے اصل سرمایہ دین و مذہب اور شرم و غیرت کی بربادی لازم آتی ہو۔ پابندی ضروری ہے۔ آپ اپنی کار کو کھڑی کر کے اسے تالا کیوں لگاتے ہیں ؟ مکان کو مقفل کیوں کر دیتے ہیں؟ کیا مکان کا سامان اُڑا لے جانے والے ڈاکو کی آزادی میں آپ اس طرح مخل نہیں ہوتے ؟

اگر چور یہ دہائی دے کہ آپ ہماری آزادی میں مخل ہو رہے ہیں تو آپ کیا کہیں گے ؟ ٹریفک کے لئے یہ قانون کہ بائیں ہاتھ چلو، دائیں ہاتھ چلنے کی آزادی میں اتنی زبردست رکاوٹ کو آپ کیوں برداشت کر لیتے ہیں ؟

صرف اس لئے نا کہ اگر اس پابندی کو تسلیم نہ کیا جائے اور آزادی کے ساتھ بائیں یا دائیں ہاتھ جس ہاتھ بھی دل چاہے چلنے لگیں تو دن بھر میں سینکڑوں ایکسیڈنٹ ہو جائیں گے بہت سے لوگ زخمی ہو جائیں گے اور بہت سے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ اس طرح ایک بڑی

مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پردہ بھی ایک ایسی ہی پابندی ہے تاکہ کوئی ایکسیڈنٹ واقع نہ ہو اور کوئی "ٹکر" نہ ہو۔ نہ کوئی کسی کے تیر نظر سے مجروح ہو۔ اور نہ کوئی عاشق صاحب مرنے کی تیاریاں کرنے لگیں۔ یورپ جہاں اس پابندی (پردہ) کا وجود نہیں وہاں آئے دن جو ایکسیڈنٹ ہوتے نظر آتے ہیں وہ ظاہر ہیں۔

مولوی صاحب نے ایک قصہ پڑھا تھا کہ بناؤ سنگار کر کے ایک مس صاحبہ بازار میں نکلیں سامنے سے ایک صاحب تشریف لا رہے تھے دونوں ایک دوسرے کے قریب پہنچے تو صاحب ایک دم اس سے لپٹ گئے۔ گویا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور انجن اور بس کا تصادم ہو گیا اور ہونا بھی تھا اس لئے کہ انجن کی گذرگاہ ریلوے لائن پر "بس" کے لئے اگر پھاٹک کی پابندی اڑا دی جائے تو لازماً کئی بسیں انجن کی زد میں آجائیں گی۔

چنانچہ مس صاحبہ اس تصادم سے پریشان ہو گئیں اور صاحب پر مقدمہ دائر کر دیا کہ اس نے مجھے راہ چلتے ہوئے پریشان کیا ہے۔ عدالت میں صاحب نے بیان یہ دیا کہ مجھ سے پوچھا جا رہا ہے کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟ حالانکہ مس صاحبہ سے پوچھا جانا چاہئے کہ وہ بناؤ سنگار کر کے بازار میں کیوں نکلیں؟ پٹرول کی فطرت ہے کہ آگ اس کے قریب آئے تو وہ بھڑک اٹھتا ہے اس لئے پٹرول پمپ پر یہ نوٹس درج ہوتا ہے کہ آگ یہاں سے دور رکھو پھر اگر آگ خود ہی اپنی شعلہ سامانیوں کے ساتھ پٹرول کے قریب آجائے اور پٹرول بھڑک اٹھے تو پٹرول سے یہ دریافت کرنا کہ تو کیوں بھڑکا ہے؟ انصاف نہیں۔ اس آگ سے پوچھئے کہ وہ پٹرول کے قریب کیوں آئی۔

صاحب کے اس معقول بیان نے جج کو متاثر کیا اور وہ بری کر دیئے گئے۔ لہٰذا اس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا فیصلہ کہ طوائفیں برقع اوڑھ کر نکلیں بہت درست ہے۔ کیونکہ

اس پابندی کا صرف یہی معنیٰ ہے کہ پٹرول کے ذخائر کو بچانے کے لئے آگ کو محصور کر دیا گیا ہے۔

والئف اور طوائف

مولوی کی بھی ایک گذارش ہے اور وہ یہ کہ آگ چاہے گھر کے چولھے کی ہو یا ہوٹل کی بہر حال آگ ہے اور پٹرول کو بھڑکانے کے لئے دونوں ہی برابر ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ بناؤ سنگار کر بغیر پردہ کے کوئی طوائف باہر نکلے یا کوئی والئف۔ نوجوان پہ برا اثر دونوں ہی ڈالیں گی۔ اس لئے مولوی کا مسلک یہ ہے کہ پردہ ہر عورت کے لئے لازم ہے۔ اے کاش کہ ایسا بھی ہو جائے۔

دوسری گذارش یہ ہے کہ آگ کے ان آوارہ ذخائر ہی کو اُڑا دینا مناسب ہے کہ پٹرول کے بعض لڑھک جانے والے ڈرام ایسے بھی جو خود ہی لڑھک کر آگ کے ذخائر تک جا پہنچتے ہیں۔ اور جلنے لگتے ہیں پس ان نوجوانوں کے اخلاق کی حفاظت کے لئے بہترین صورت یہ ہے کہ آوارہ آگ کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ رہے۔ آگ آگ ہے مگر چولھے میں جلے، جہاں اس کی ضرورت ہے نہ کہ دکانوں اور بازاروں میں بھڑکتی اور بھٹکتی پھرے۔

یونین کمیٹی کے چیرمین صاحب کی تجویز بھی قابلِ داد ہے کہ ان کے برقعوں کا رنگ ایسا ہو جیسا ٹیکسی کاروں کا۔

زنا کی سزا

زناکاری کرنے والوں کا کیا حشر ہو گا؟ مندرجہ ذیل حدیثیں پڑھئے اور سبق حاصل کیجئے:

"زانی مرد و عورت قیامت کے دن اس طرح دربارِ خداوندی

میں لائے جائیں گے کہ ان کے چہرے آگ کی طرح دیکھتے ہوں گے۔"

(بہارِ شباب ص۴۶)

"زنا کرنے والے مرد و عورت پر خدا کا غضب بہت ہی سخت ہوتا ہے۔"

پڑوسی کی بیوی سے

اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرنا اور زیادہ خطرناک ہے۔ حدیث ملاحظہ فرمائیے:

"اپنے ہمسایہ کی حلال عورتوں کے ساتھ زنا کرنے والے شخص کی طرف مالکِ عالم ذرا بھی نظر التفات نہ فرمائے گا۔ اور فرمائے گا کہ جا جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تو بھی جہنم میں جا۔"

زناکار کا دنیا میں بُرا حشر

زنا کی آخری سزا تو قیامت کے دن ملے گی۔ دنیا میں اس خبیث فعل کے کرنے والوں کا انجام ملاحظہ فرمائیے۔ سرورِ کونین صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ

"اے مسلمانوں کے گروہ زنا سے بچتے رہنا اس کی چھ خاصیتیں ہیں۔ تین تو دنیا ہی میں اپنا اثر دکھاتی ہیں اور تین آخرت میں۔ دنیا میں تین باتیں پیدا ہوتی ہیں کہ (۱) چہرے کی رونق اور وجاہت جاتی رہتی ہے۔ (۲) آخر کبھی نہ کبھی فقیری اور مسکنت آتی ہی ہے ٹکڑے ٹکڑے کو محتاجی ہو جاتی ہے۔ (۳) عمر گھٹتی ہے۔ آخرت کی تین باتیں یہ ہیں کہ (۱) اللہ کا غضب ہوتا ہے (۲) برا حساب ہوتا ہے اور (۳) جہنم میں پڑا رہتا ہے۔

زناکاروں سے دو دو باتیں

اے مسلم قوم کے فرزندو! خدارا اپنے حالِ زار پر رحم کرو۔ آخر کبھی نہ کبھی موت آئے گی سوچو کہ تم قیامت کے دن سرکار علیہ السلام کو کیا منہ دکھاؤ گے؟ دنیا میں بھی اپنی زندگی برباد کر رہے ہو اور آخرت بھی خراب کر رہے ہو، آنکھیں کھولو تم کب تک سوتے رہو گے۔ ارے تم تو اس قوم کے فرزند ہو۔ اس پیارے پیغمبر کی اُمت ہو جس کو اُمتِ خیر کہا جاتا ہے کیونکہ تم بُرے کام سے روکنے اور نیک کام کرنے وکروانے کے لئے آئے ہو۔

لواطت

لواطت اتنا ملعون فعل ہے جس کے کرنے پر ایک قوم پر عذاب آ چکا ہے۔ اس قوم کے حالات آج ہمارے سامنے ہیں۔ پیغمبر کے بار بار سمجھانے کے باوجود جب وہ ظالم اغلام بازی سے باز نہ آئے تو ان پر عذاب آگیا۔ کیا عذاب؟ آپ سُنئے:

قرآن شریف میں ہے کہ:

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ (پ ۱۴ - ع ۴)	پس سورج نکلتے وقت انھیں ایک چنگھاڑ نے پکڑ لیا اور ان کی بستی کو اوپر نیچے کر ڈالا اور ان پر کھنگ کے پتھر برسائے۔

ایک حدیث ملاحظہ فرمائیے:

ملعون من عمل عمل قوم لوط	جس نے لوط علیہم السلام کی قوم کا سا کام کیا وہ ملعون ہے (پھٹکار مارا ہے)

غیبت

آج جس طرف نظر دوڑائیے ہیضہ کی طرح یہ وبا پھیلی نظر آئے گی کہ لوگ ایک دوسرے کی غیبت کر رہے ہیں۔ جاہل عوام کا تو ذکر ہی کیا اچھے خاصے پڑھے لکھے حضرات اس موذی مرض میں گرفتار ہیں۔ سرورِ کونین صلی اللہ

علیہ وسلم نے مسلمان کی غیبت سے منع فرمایا ہے:
حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے:

"ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کو جب رجم کیا گیا تھا دو شخص آپس میں باتیں کرنے لگے ایک نے دوسرے سے کہا اسے تو دیکھو اللہ تعالےٰ نے اس کی پردہ پوشی کی تھی مگر اس کے نفس نے نہ چھوڑا کتے کی طرح رجم کیا گیا۔ حضور نے یہ سُن کر سکوت فرمایا کچھ دیر تک چلتے رہے راستہ میں مرا ہوا گدھا ملا جو پاؤں پھیلائے ہوئے تھا۔ حضور نے ان دونوں شخصوں سے فرمایا۔ جاؤ اس مردار گدھے کا گوشت کھاؤ انھوں نے عرض کی یا نبی اللہ اسے کون کھائے گا، ارشاد فرمایا وہ جو تم نے اپنے بھائی کی آبرو ریزی کی وہ گدھے کے کھانے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ (ماعز) اس وقت جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔" (بہار شریعت ج ۱۶ ص ۱۳۴)

مُردہ گدھے کا گوشت

مندرجہ بالا حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی کہ جو اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کرتا ہے وہ اتنا بڑا جُرم ہے کہ مردہ گدھے کا گوشت کھانے سے بھی بدتر ہے۔ کاش مسلمان اپنے آقا شہنشاہِ کونین علیہ السلام کے فرمان کو بغور سُنیں اور اس پر عمل کریں۔

ریڈیو

سائنس کی اس ایجاد پر جس قدر بھی مسرت کا اظہار کیا جائے کم ہے۔ لیکن

اس کے غلط استعمال نے قوم مسلم کو تباہی کے خوفناک گڑھوں میں ڈھکیل دیا ہے۔ دن رات گانے کی آواز نے اہل ایمان کو سخت پریشان کر رکھا ہے لیکن دم مارنے کی گنجائش نہیں ہے۔ گھروں میں نماز پڑھنا دشوار ہے نماز پڑھنا دشوار ہے نماز پڑھی جارہی ہے اور باہر سے ریڈیو کی آواز آرہی ہے اور اس قدر تیز کہ بس خدا کی پناہ۔ مسلمان کہلانے والے حضرات کو ذرا بھی شرم وحیا نہ رہی کاش ان کو احساس ہوتا۔

مظلوم

بعض مومن اس قدر مظلومیت کی زندگی گذار رہے ہیں کہ جس کا تذکرہ کرتے ہوئے دل کانپ جاتا ہے۔ بدقسمتی سے پڑوس ہی سے ریڈیو کی آواز صبح سے شام تک بلکہ رات کے کافی حصّہ گذر جانے تک کان پھوڑتی رہتی ہے۔ مگر بندۂ مومن زبان نہیں ہلاسکتا۔ اگر زبان ہل جائے تو وقت سے پہلے قیامت قائم ہوجائے اور ہزاروں باتیں گھاٹے میں سننا پڑیں بعض ظالم تو یہ کہتے ہوئے بھی نہیں شرماتے کہ جاؤ جاؤ بڑے مولوی کے بچّے بنے ہیں۔ جاؤ تمہیں جنّت میں چلے جانا ہم دوزخ میں چلے جائیں گے۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ ان عقل کے اندھوں کو کیسے سمجھایا جائے۔ ہائے یہ اُمّت کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ دن رات ریڈیو پر گانے سُننے والو تم کو دنیا میں اس کی سزا ملے یا نہ ملے۔ مگر آخرت میں اس کا عذاب بھگتنے کے لئے تم کو اپنی پیٹھ مضبوط کر لینا چاہئے۔

قیامت کی نشانی

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ:۔

"گانے باجے کی کثرت ہوگی"۔

اہلِ ایمان قربان جائیں اپنے آقا علیہ السلام پر کہ اس پیشین گوئی کا دن رات مشاہدہ ہو رہا ہے۔ ہوشیار اور خبردار ہو جاؤ اے ایمان والو کہ اس بوڑھی دنیا کی زندگی اب تھوڑی ہی رہ گئی ہے۔ قیامت کی سنگین گھڑیاں اب قریب سے قریب تر ہوتی جارہی ہیں۔ توبہ واستغفار کرو۔ گناہوں سے بچو اور نیکیوں کی طرف مائل ہو جاؤ۔ کس قدر احسان ہے شہنشاہِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آج سے صدیوں پہلے ہی اُمتِ مسلمہ کو خبردار کر دیا ہے کہ جب گانے بجانے کی کثرت ہو جائے تو سمجھ لو کہ قیامت قریب ہے۔

دیہات اور شہر

آج دیہات اور شہر کا گوشہ گوشہ ریڈیو کی آواز سے گونج رہا ہے۔ جس طرف دیکھئے گانے کی آواز اور سُننے والوں کا دل اس قدر سخت ہو گیا ہے کہ ان کو گھبراہٹ نہیں محسوس ہوتی، میرا موضوعِ سخن صرف مسلمانوں سے ہے۔ دوسری قوموں کا تذکرہ ہی فضول ہے۔ میں تو اپنی قوم کے نونہالوں کے ذہن کو اپیل کر رہا ہوں کہ شاید ان کی آنکھیں کھُل جائیں نہیں معلوم کب وہ حق کی جانب پلٹ آئیں۔

تلاوت قرآن اور خبریں

یہاں پر اس کا تذکرہ کر دینا بھی ضروری ہے کہ لفظ ریڈیو سے مولوی کو نفرت نہیں ہے نفرت ہے گانے بجانے سے۔ اس کا استعمال تلاوتِ قرآن شریف اور خبروں تک ہو تو کیا کہنا۔ آج کی دنیا میں پروپگینڈہ ایک زبردست طاقت ہے اور وہ ریڈیو سے پوری طرح ہو سکتا ہے۔ میرے دوستو! ایک مثال عرض کروں تو بات تمہارے ذہن میں اُتر جائے۔ دیکھو اللہ تعالےٰ نے تم کو دو ٹانگیں دی ہیں۔ اگر تم مسجد جاؤ

اور نماز پڑھو اور انھیں پیروں سے چل کر فقیروں کو خیرات دو، نیک کاموں کی طرف بڑھو تو یہی پیر تم کو جنت میں لے جانے والے ہیں اور اگر انھیں پیروں سے چل کر شراب خانوں میں جاؤ چکلوں میں جاؤ تو گناہِ عظیم میں مبتلا کرنے والے ہیں۔ پیر وہی ہیں مگر تمہارے فعل سے احکام بدل جاتے ہیں۔ اسی طرح ریڈیو سے تلاوت سُنو، تقریر سنو تو ٹھیک اور گانے سنو تو حرام و ناجائز اور گناہ۔

پیشین گوئیاں حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ نے آج سے صدیوں پیشتر قیامت کی علامتوں سے ارشاد فرمایا تھا:

"لوگ غنا کے آلات (یعنی ریڈیو) کو اپنی جیب میں
رکھ کر گھوما کریں گے۔"

(پیغمبر اسلام کی پیشین گوئیاں ص۳۲)

ہمارے اسلاف نے ہم کو بہت پہلے خبردار کر دیا ہے۔ مسلمانو خدارا بیدار ہو جاؤ۔ (دیکھو الناصب) میں لکھا ہے کہ

"مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ میں آلاتِ غنا (گانے بجانے کے سامان)
ظاہر ہوں گے اور کوئی منع کرنے والا نہیں ہوگا۔"

عُریانیت ہمارے اسلافِ کرام نے آج کل کی عریانیت کی خبر بھی پہلے ہی سے دے دی تھی۔ ملاحظہ فرمائیے کتاب بحار الانوار میں لکھا ہے کہ "عورتیں کپڑے پہنے ہوں گی اس کے باوجود عریاں ہوں گی
زینت کر کے باہر نکلا کریں گی۔"

آج کل نیو فیشن یہ ہے کہ عورتیں اپنے بالوں کو اس طرح باندھتی ہیں کہ

پیچھے سے چھتا سا معلوم ہوتا ہے۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ اونٹ کا کوہان۔ اس کی خبر بھی آج سے بہت پہلے دی جا چکی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ حوالہ (روضۃ الکافی)

"عورتوں کے سر کے بال اونٹ کے کوہان کی طرح ہوں گے۔"

آج ہر شہر میں اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔ کاش ہماری قوم کی بہو بیٹیاں اپنے اسلاف کی باتوں پر غور کرتیں تو کیسا اچھا ہوتا۔

عُرسوں کی حاضری

اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری دینا بے شک ایک جائز فعل ہے۔ لیکن آج اس کا انداز بھی بدل چکا ہے۔ کاش کہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی و دیگر علماء اہل سنت کی طرح عرس کی تقریب ہو تو معترض کو بھی شکایت کا موقع نہ ملے اور صاحب عرس بھی خوش ہوں اکثر ساری دنیا میں اعلیٰ حضرت کا عرس اس طرح ترتیب دیا جاتا ہے کہ عرس کی شب کو نعتیہ طرحی یا غیر طرحی مشاعرہ یا وعظ و تقریر۔ صبح کو نماز فجر کے بعد سے نو دس بجے تک قرآن خوانی پھر نعت و منقبت کے بعد انڈیا میں ۲ بج کر ۳۸ منٹ پر اور پاکستان میں ۲ بج کر ۸ منٹ پر قل شریف (یعنی فاتحہ) اس کے بعد عام غربا و مساکین کو بڑے اعزاز کے ساتھ کھانا کھلایا جاتا ہے۔

عورتوں کا سفر

بعض بے حیا مرد اپنی عورتوں کو محلے کے اور دوسرے جانے والے مرد و عورت کے ساتھ روانہ کر دیتے ہیں حالانکہ حج کے سفر پر نامحرم کے ساتھ جانا ناجائز ہے۔ پھر کسی لمبے سفر پر جانے

بھی اجازت کیونکر ہو سکتی ہے۔ یعنی عورت قبرستان ہو یا مزار اُس کے قریب نہیں جا سکتی البتہ مزار کے باہر اور قبرستان سے باہر رہے اور اسی کا نام حاضری جانے یہ جائز ہے۔ عورتوں کو مزارات پر اور قبرستان جانے کی اجازت ہی نہیں ہے خواہ ساتھ میں محرم ہو یا نامحرم۔ عورتیں سفر میں کیا گل کھلاتی ہیں یہ اہل نظر جانتے ہیں۔ بسوں کے وہ ڈرائیور جن سے جان نہ پہچان دوستی ہو جاتی ہے اور تنہا ان کے ساتھ سیر و تفریح اور پکنک کرنے جاتی ہیں کس قدر ان کے دل سیاہ ہو چکے ہیں۔ ذرا بھی ان کو اپنی بڈیوں اور بیویوں پر رحم نہیں آتا ہے۔ تصور کیجئے تو دل ہل جاتا ہے۔ خدارا عقل و خرد سے کام لو تم جس ولی کی زیارت کو جا رہے ہو کیا ان کا یہی طریقہ زندگی تھا۔ (معاذ اللہ) جو تمہارا ہے؟ کیا تم سے اُن کی روح خوش ہوگی؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں یہ تمہارے ذہن کا قصور ہے فریب ہے نیز دھوکہ بھول ہے

اُنھوں نے تو اپنے خون سے اسلام کی بنیادوں کو سینچا ہے۔ تاریخ کے صفحات آج بھی ان کے کارناموں سے رنگین ہیں اور تم اسلامی تعلیمات کو کچل کر اپنی دنیا و آخرت برباد کر رہے ہو۔

بہانہ عرس کا جو اسلامی طریقہ ہے اس کو چھوڑ کر عوام جہلاء نے اس کو اپنے نفس کے سانچے میں ڈھال لیا ہے۔ اب تو وہ دھما چوکڑی ہوتی ہے کہ شیطان بھی مات کھا جائے۔ پیارے اگر تم کو عرس کا اسلامی طریقہ دیکھنا ہے تو بریلی شریف جاکر دیکھو کہ عرس کسے کہتے ہیں۔ بریلی بھیت چلو۔ مارہرہ شریف چلو۔ انشاءاللہ روح خوش ہو جائے گی اور آپ کا دل یہ تسلیم

کرنے پر مجبور ہو جائے گا کہ یہی وہ طریقۂ عرس ہے جو شریعتِ اسلامیہ کی نظر میں قابلِ قبول ہے۔

قوال عورتیں

آج کل قوال صاحبان کی جگہ اب قوال عورتیں بھی اسٹیج کی زینت بن رہی ہیں۔ اور ان بے غیرت عورتوں کو قوالی کے اسٹیج پر ہار پہنائے جاتے ہیں۔ نہیں معلوم کہ اس قوم کو کیا ہو گیا ہے اس قدر پریشانیوں کے بعد بھی آنکھیں نہیں کھل رہی ہیں۔ آج ہندوستان میں ہماری اقتصادیات و معاشیات کی راہیں روز بروز تنگ ہوتی جا رہی ہیں۔ ہر وقت جان و مال کا خطرہ ہے۔ مگر قوم کی آنکھیں نہیں کھل رہی ہیں وہ مزے سے جوا۔ شراب۔ چوری۔ زنا۔ سینما۔ قوالی میں مست ہے۔ اہلِ ایمان آج ہر طرف سے بلاؤں میں گھرے ہوئے ہیں۔ جان کے الگ دشمن ہیں۔ ایمان کے لٹیرے چنے کے ستو کی گٹھری لئے کلمہ نماز کی آڑ میں ابنِ عبدالوہاب نجدی مردود کے عقائد پھیلا رہے ہیں۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ سب سے پہلے ہم کو اپنے ایمان کی حفاظت کرنا ہے۔ اس لئے کہ ایمان ہی وہ انمول ہیرا ہے۔ جس کی بدولت جنت میں داخلہ ہو گا۔ اگر ایمان نہ رہے گا، اور عمل لاکھوں ہوں فائدہ کچھ نہ ہو گا۔

احکامِ شریعت

گانے باجے کے ساتھ قوالی پر کیا گناہ ہے اور اسلام کیا کہتا ہے؟ اس کو دیکھنا ہے تو مجددِ اسلام سیدنا اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف احکامِ شریعت کا مطالعہ کیجئے۔ جس میں گانے باجے کے ساتھ قوالی کرنے والوں کی اچھی طرح خبر لی گئی ہے

وہ سنی علماء جو آج کی قوالی پر اپنے منہ پر تالا لگائے ہوئے ہیں اور اپنی تقریروں میں ضرورت کے باوجود رد نہیں کرتے۔ اس کا جواب تو کل قیامت کے دن خدا کے حضور میں دینا ہی ہوگا مگر ایسی خاموشی سے عوام جہلاء کو ان لوگوں کا منہ نوچنے میں مدد ملتی ہے جو اس غیر اسلامی حرکت کے خلاف آواز بلند کرنے کے عادی ہیں۔

میلاد کا اسٹیج بعض مواقع ایسے بھی دیکھنے میں آتے ہیں کہ میلاد شریف کا اسٹیج سجایا گیا عالم صاحب تشریف لائے اور تقریر فرمانے لگے۔ ابھی تقریر ختم کر کے وہ رخصت بھی نہیں ہونے پائے کہ ڈھولک وغیرہ سے اسٹیج کو سجا دیا گیا۔ غور فرمائیے کہ کس قدر دل سیاہ ہو چکے ہیں۔ وہی تخت جہاں ابھی رحمتوں کی بھرپور بارش ہو رہی تھی اب چند ہی ساعتوں کے بعد شیطان کا ننگا ناچ ہوگا۔ ایسے بھی حادثے دیکھنے میں آئے کہ مولانا صاحب نے ڈٹ کر قوالی کے خلاف تقریر کی اور احکام شرعی سنائے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ آج میلاد سے ہی آغاز ہوا تھا اور پھر کل سے دھما دھم ہونے والی تھی۔ مولانا کو معلوم ہو گیا اب جو خبر لی تو ان بے چارے مولانا صاحب کو آج تک پھر اس جگہ پر مدعو نہیں، کیا نہیں معلوم کہ اس دن مولانا صاحب کو نذرانہ بھی ملا یا بانیانِ محفل کے غصہ کے بھینٹ چڑھ گیا۔

قوم کی خلافِ شرع حرکتوں سے بہت سے نقصانات کے دروازے کھلتے جا رہے ہیں۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ قوم احکام اسلام کی خلاف ورزی کر کے اپنی آخرت برباد کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ آنے والی نسلوں پر برا اثر پڑ رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ بڑے بوڑھوں کا مزاج بدل جائے گا تو آنے والی نسل بھی اسی سانچے میں ڈھلتی چلی جائے گی۔ اس نقصانات کے علاوہ مزید خطرناک منظر ہمارے سامنے

یہ ہے کہ دورِ حاضر کا سب سے بڑا گمراہ فرقہ وہابیہ دیوبندیہ تبلیغیہ قوم کے بھولے بھالے افراد کو یہی چیزیں دکھا کر ان پر ہاتھ صاف کر رہا ہے حالانکہ ان بے ایمانوں کو خوب معلوم ہے کہ علمائے اہلِ سنت کے نزدیک بھی گانا باجا حرام و ناجائز ہے۔ مگر اس پہلو کو یہ لوگ پیش نہیں کرتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ یہ دیکھو یہ ہیں سنی لوگ۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گیا ہے کہ اکثر لوگ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ صرف میلاد، قیام فاتحہ، عرس، قوالی، تعزیہ داری کرنا سنیت کی دلیل ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ واقعہ اس کے بالکل خلاف ہے۔ تعزیہ داری اور قوالی وغیرہ کو تو ہم بھی ناجائز کہتے ہیں۔ اس سے ہم کو انکار کب ہے۔ تبلیغی جماعت و وہابی حضرات کے اکابرین نے اپنی کتابوں میں حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ پاک میں گستاخی کی ہے اس کی وجہ سے ان کو کافر و مرتد کہا جاتا ہے۔ اہلسنت والجماعت کے عقائد اور وہابی تبلیغی جماعت کے عقائد میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ بعض حضرات اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ یہ لوگ کلمہ نماز کی تبلیغ کرتے ہیں ان کو کافر کیوں کہا جاتا ہے۔ ایسے حضرات سے ہماری اپیل ہے کہ وہ علمائے اہلسنت کے پاس جا کر اس کی وجہ دریافت فرمائیں۔ وہابیہ کی کتابوں کو دیکھنے کے بعد آپ بھی ان ظالموں کو کافر و مرتد کہنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ رہ گیا روزہ نماز۔ کلمہ تو میں عرض کروں گا کہ منافقین مدینہ کو آپ کیا کہیں گے جو مسجد نبوی میں نماز ادا کرتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شرکت کرتے تھے کیا ان کو بھی آپ اپنا پیشوا تسلیم کریں گے۔

تاریخِ اسلام شاہد ہے کہ اسلام کے اندر اسلام ہی کے نام پر جو فتنے پیدا ہوئے

وہی جاندار ثابت ہوئے اور ان کے بانیوں نے اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا ہے دورِ حاضر کے منافقوں کی جماعتیں اس کا کھلا ہوا ثبوت ہیں۔ یہاں پر یہ بات ذہن میں پوری طرح محفوظ کر لینے کے قابل ہے کہ تبلیغی جماعت ہو یا جماعتِ اسلامی ان کے عوام سے ہم کو کوئی سروکار نہیں ہے بلکہ ہمارا حکم ان سربراہوں پر ہے جو جماعت کو کنٹرول کرتے ہیں۔ ورنہ سیدھے سادے عوام جو ان جماعتوں کے ظاہری حسن و جمال پر فریفتہ ہو گئے ہیں۔ ان کو ہم کافر مرتد نہیں سمجھتے۔ اس جرم میں عوام اس وقت گردانے جائیں گے جب دیوبندی تبلیغی جماعت کے اکابرین کی کفری عبارتیں دیکھنے کے بعد بھی ان کو حق و صحیح تسلیم کریں۔

عوام کی شکایت

عوام کو اکثر یہ شکایت رہتی ہے کہ جناب یہ سنّی مولوی لوگ نماز کی کوئی بات نہیں کرتے بس یہ کافر وہ کافر یہ وہابی وہ خبیث کرتے رہتے ہیں۔ میرے دوستو یہ بھی تمہاری بھول ہے جو تم ایسا کہہ رہے ہو تم اپنی تاریخ ہی بھول گئے۔ اگر تاریخِ اسلام تمہارے سامنے ہوتی تو ہرگز ایسے الفاظ منہ سے نہ نکالتے کیونکہ جس زمانہ میں جس قسم کا فتنہ پیدا ہوا، اس وقت کے علمائے حق نے اپنی پوری طاقت اس فتنے کو ختم کرنے کے لئے صرف کر دی کیا تم بھول گئے کہ شہنشاہ جہانگیر کے دور میں رافضیت کا بڑا زور ہوا تو نور جہاں نے اپنے شیعہ مناظر کو ایران سے بلایا۔ تاریخ شاہد ہے کہ سنّی مناظر ملّا دوپیازہ نے منٹوں میں اس کو شکست دے دی اور شیعہ مناظر کی زبان کھینچ لی گئی۔

اس کے بعد ایک دور پھر آیا جب حضرت علامہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے تحفۂ اثناعشریہ ایک کتاب لکھی جس میں شیعوں کا مکمل رد موجود ہے۔ اس کتاب کے

شائع ہونے کے بعد ہندوستان کی رافضیت پارہ پارہ ہو گئی۔ ہندوستان سے لے کر ایران تک زلزلہ آ گیا۔ رافضیوں کے تمام مجتہد سر پٹک کر مر گئے مگر اس کا جواب نہ دے سکے۔

خلیفہ مامون رشید

خلیفۂ عباسی مامون رشید کا زمانہ بھی تم بھول گئے، جب قرآن کو مخلوق کہنے کا فتنہ چل رہا تھا اور خود خلیفۂ وقت مامون رشید بھی اس مرض میں گرفتار ہو گیا تھا۔ اس زمانہ کے نہ جانے کتنے سنّی عالموں کو کوڑے لگائے گئے، اور جیل کی چہار دیواری میں زندگی کے دن کاٹنے پڑے۔ قرآن کو مخلوق کہنے والے فرقے کو معتزلی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

جب صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا جب پانی سر سے اونچا ہو گیا جب ہر طرف علمائے اہلسنت پر ظلم کے پہاڑ توڑے جانے لگے تو ایک مردِ مجاہد اپنے وقت کے نامور سُنّی عالم حضرت مولانا عبدالعزیز کنعانی نے خلیفۂ وقت کو چیلنج مناظرہ دے دیا۔ خلیفہ مامون رشید نے اپنے مولویوں کو بلا کر پوچھا کہ آپ لوگ مناظرہ کے لئے تیار رہیں۔ معتزلیوں نے کہا جی ہاں ہم مناظرہ کریں گے۔ تاریخ مقرر ہوئی۔ خلیفۂ وقت تلوار لے کر سامنے بیٹھا اور سنّی عالم اور معتزلی مولوی بشر مریسی سے مناظرہ شروع ہوا۔ سوال و جواب ہوتے رہے۔ عوام بھی تماشا دیکھنے کے لئے جمع ہوئے۔ فیصلہ ہونے کی کوئی شکل نظر نہیں آ رہی تھی۔ یکایک معتزلی مولوی نے اپنی ران پر ہاتھ مار کر گرجتے ہوئے کہا کہ جناب یہ بتائیے کہ "قرآن شے ہے یا نہیں؟"

سُنّی عالم فرماتے ہیں کہ معتزلی کے اس سوال پر میری عجیب کیفیت تھی، ایسا خطرناک سوال تھا کہ جواب کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کیونکہ اگر میں یہ کہتا کہ قرآن شے ہے تو وہ فوراً کہتا کہ اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے لہٰذا قرآن مخلوق

اور اللہ خالق ہے اور اگر میں یہ کہوں کہ قرآن شے نہیں ہے تو قرآن کا انکار لازم آتا ہے جو کفر ہے یعنی چیز سامنے موجود ہے اور میں اس کا انکار کر رہا ہوں۔ یہی وہ منزل ہے جہاں اللہ کی رحمتیں اپنے دین کی حفاظت کرنے والوں کو فوراً نوازتی ہیں اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کی بروقت امداد سے بڑے سے بڑے معرکے چشم زدن میں سر ہو جاتے ہیں چنانچہ وہ سنّی عالم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ذہن کی پوری مشینری کو اپنے رب کی بارگاہ کی طرف متوجہ کیا اور دل کی آواز نے نامعلوم تیز رفتاری کے ساتھ گنبدِ خضرا کی جالیوں کے بوسے لئے اور یکایک ذہن کی سطح پہ ایک سوال اُبھر آیا اور میں نے للکارتے ہوئے کہا کہ جناب یہ بتائیے کہ

"اللہ کے لئے نفس ہے یا نہیں؟"

سنّی عالم کا یہ سوال معتزلی مولوی پر ایٹم بم کی طرح پڑا۔ اس کے دماغ کی چولیں ہل گئیں۔ یک لخت وہ کانپ اُٹھا۔ وہ اپنے سوال پر بہت نازاں تھا کہ اب میں نے میدان مار لیا ہے۔ مگر اب اس کے منہ میں ایک ایسا کانٹا پھنس گیا تھا جو نہ تو نکلنے کا نام لیتا تھا اور نہ گلے سے اُتارنے کی کوئی شکل تھی کیونکہ اس زمانہ میں ران پر ہاتھ مار کر سوال کرنا اس بات کی دلیل تھی کہ یہ مناظر کے ترکش کا آخری تیر ہے۔ اصول کے مطابق اب وہ مولوی سوائے جواب دینے کے سوال کر ہی نہیں سکتا تھا۔ خلیفۂ وقت مامون رشید خود بھی اپنے وقت کا اہلِ زبان تھا۔ اس نے بھی اپنے مولوی کی شکست کا عبرتناک منظر دیکھا۔

اگر معتزلی جواب میں کہتا کہ "اللہ کے لئے نفس ہے"

تو سُنّی عالم صاحب فوراً یہ فرماتے کہ پروردگارِ عالم ارشاد فرماتا ہے:

کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ ۔ ہر ذی روح کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

اس طرح خدائے قدیر و قیوم کی موت ثابت ہوتی تھی جو قطعاً کفری عقیدہ ہے ——— اور اگر وہ یہ کہتا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے نفس نہیں ہے تو سُنّی عالم صاحب فوراً جواب دیتے کہ نفس بہ معنی ذات کے بھی آتا ہے۔ لہٰذا تم خدا تعالیٰ کی ذات کا اس کے وجود کا انکار کر رہے ہو۔ اور یہ کھلا ہوا کفر ہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ معتزلی مولوی بوکھلا اُٹھا اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وقت گذرنے کے بعد خلیفۂ وقت نے تلوار پر ہاتھ مار کر سنّی عالم کی فتح کا اعلان کر دیا۔

بغداد کی سرزمین پر آج سُنّی مسلمانوں کی عید تھی۔ کل تک جہاں سُنّی عالموں کو سر چھپانے کی جگہ نہیں مل رہی تھی آج اس سرزمین پر ان کے سروں پر شاہی خزانہ کی اشرفیاں نچھاور کی جا رہی تھیں۔

ذہن کا فریب

میرے دوستو! یہ تمہارے ذہن کا بہت بڑا فریب ہے جس میں تم مبتلا ہو گئے ہو۔ خدارا آنکھیں کھولو۔ اور دین کی باتوں کو جھگڑا امت کہو۔ یہ ہر زمانے میں ہوتا چلا آیا ہے۔ حق و باطل کی جنگ ہزاروں سال سے ہوتی آ رہی ہے۔ شیطان اپنی پوری قوت سے حق کا چہرہ چھپانا چاہتا ہے مگر مجاہدینِ اسلام اس کو ایسا دندان شکن جواب دیتے ہیں کہ چیخ پڑتا ہے۔

الکشن

آج کل الکشن میں اپنے نمائندے کی پبلسٹی کے کیا ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے دل پر ایک چوٹ لگتی ہے۔ وہی لیڈر اور نیتا حضرات جو ہم کو یہ درس دیتے ہیں کہ کسی کو بُرا نہیں کہنا چاہئے اگر کبھی آپ کا ایسے لیڈروں اور نیتاؤں سے سابقہ پڑا ہوگا تو آپ کو یاد ہوگا کہ کسی دینی

جلسے کے معاملہ میں کسی کام سے آپ ان کے پاس پہنچے تو اُنھوں نے باتوں باتوں میں یہ چٹکی لی کہ تبرّے بازی تو نہ ہو گی - یہ وہابی وہ کافر یہ کافر تو نہ ہو گا۔ اِس لئے کہ بھائی آج کل مُلّا لوگ اپنے حلوے مانڈے کے لئے ساری قوم کو لڑا رہے ہیں۔ پھر مسکرا کر فرماتے ہیں بھئی مُلّا لوگ یہ نہ کریں تو ان کی روٹی کیسے چلے۔

سوچیئے تو سہی ایک دردمند مسلمان جس کے سینے میں آقائے کونین صلی اللہ علیہ و سلم کی محبت جلوہ گر ہے اس کو کتنی اذیت ان الفاظ سے ہوتی ہو گی۔ لیکن یہی لیڈر اور نیتا الکشن کے موقعہ پر اپنے حریف کی اس درجہ مذمت کرتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ اور بعض وقت ایسے نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ مولوی اس کو اپنے قلم سے لکھنا بھی قلم و کاغذ کی توہین سمجھتا ہے۔

مولوی پر آوازے کسنے کے وقت تو یہ حضرات بالکل بھولے بھالے بن جاتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان لیڈروں اور نیتاؤں کی زندگی بالکل عین اسلام کے مطابق ہے اور کوئی قدم تعلیماتِ اسلام کے خلاف نہیں اُٹھتا۔ جبھی تو مولوی کے کردار کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

بات یہ چل رہی ہے کہ الکشن کے موقع پر ایک دوسرے کے عیوب و نقائص بیان کرنا یہ اُمیدواروں کا پہلا ایٹم ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ وہی قوم جو مذہبی معاملات میں ہر وقت مولویوں کو نشانہ پر تولتی رہتی ہے خوب مزے لے کر مختلف جماعتوں کے لیڈروں اور آزاد امیدواروں کے خلاف شرمناک باتیں سُنتی رہتی ہے۔

ہمارا چیلنج

کیا کوئی شخص اس بات کا ثبوت فراہم کر سکتا ہے کہ مولوی صاحبان ممبر پر بیٹھ کر اس قسم کی بد تہذیبی اور غنڈہ گردی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

جو آپ کے لیڈر حضرات کرتے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے سر سے قیامت گزر جائے گی مگر اس سوال کا جواب نہ دے سکو گے۔

دُور کی کوڑی

ہاں اگر آپ نے بہت جھنجھلا کر زور لگایا تو ایک دُور کی کوڑی یہ لے آتے ہیں کہ صاحب مولوی لوگ تو گالیاں بکتے ہیں اور جب ان لوگوں سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ جناب دس بیس نہیں دو یا تین ہی گالیوں کی نشاندہی فرمائیے تو گرجتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ کافر وہ کافر وہ خبیث یہ مرتد وہ وہابی یہ مردود۔

یہ ہیں مولوی کی وہ موٹی موٹی لٹھ مار چند گالیاں جس کا ڈھنڈورہ پیٹا جاتا ہے۔

آپ بیتی

میرا اپنا واقعہ ہے کہ جب میں نے ہوش سنبھالا تو میرے گرد و پیش مذہبی ماحول تھا۔ شروع ہی سے دین اسلام سے دلچسپی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت۔ علماء کرام کی بارگاہ میں حاضری اور جلسوں میں شرکت میری زندگی کی روح تھی۔ اکثر کانوں میں آواز آتی کہ مولانا حشمت علی خاں تو بڑے گلیر ہیں (معاذ اللہ)

نہ جانے کتنے لوگوں سے اس قسم کی بکواس سُنی۔ دل کو بڑا رنج ہوا۔ اور تعجب بھی۔ کیا واقعی ایک نائب رسول ممبر پر بیٹھ کر گالی بک سکتا ہے یقین مانیئے مولانا حشمت علی خاں صاحب رحمۃ اللہ کی تقریر سُننے کا بارہا اتفاق ہوا بلکہ گھریلو محفلیں جو خصوصی احباب پر مشتمل ہوتی تھیں ان میں بارہا حاضری کا شرف حاصل ہوا مگر کسی تقریر میں بھی انھوں نے کوئی گالی نہیں دی۔ اب مجھے بڑی حیرت ہے کہ یا خداوندا خود اپنا مشاہدہ صحیح ہے یا قوم کی زبان پر جو کچھ ہے وہ صحیح ہے۔ لیکن دل نے یہی آواز دی کہ قوم کسی تعصب و تنگ نظری کا شکار ہو چکی ہے ورنہ ایک نہیں دو نہیں چار نہیں بیسیوں تقریریں سنیں مگر گالی تو در کنار

گالی کا بچہ بھی نہیں سُنا۔ مجھ کو بڑا مزہ تو اُس وقت آیا جب پہلی بار میں نے ایک شخص سے سوال کیا کہ بھئی کیا گالی بکتے ہیں میں نے تو آج تک نہیں سُنا تو فرمانے لگے ارے تم نے سُنا نہیں۔ ارے وہ تو بیٹھتے ہی یہ کافروہ کافر یہ خبیث وہ مردود کہتے ہیں۔ مجھے اس بے وقوف کے جواب پر ہنسی آگئی کہ بیچارہ کس قدر جاہل ہے کہ اس کو یہ بھی تمیز نہیں کہ کافر کو کافر مرتد کو مرتد خبیث کو خبیث مردود کو مردود کہنا کس قدر ضروری ہے۔

نہیں معلوم ایسے حضرات شیطان اور ابوجہل، عبداللہ ابن ابی، ابن تمیمہ جیسے خبیثوں کو کیا کہتے ہوں گے۔

قیامت خیز منظر

الکشن کی بات چل رہی ہے اور بات میں بات نکلتی چلی جارہی ہے۔ کتنا قیامت خیز ہوتا ہے وہ منظر، جب مسلم قوم کے وہ بچے جن سے مستقبل میں ہماری اُمیدیں وابستہ ہیں۔ وہی بچے اپنے ماں باپ عزیزوں لیڈروں اور نیتاؤں کی لاپرواہی سے بے حیائی و بے شرمی کا وہ شرمناک مظاہرہ کرتے ہیں کہ کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ سڑکوں اور گلیوں میں گندے نعروں کی آواز گونجتی رہتی ہے۔ بچوں کا یہ قافلہ گالیاں بکتا ہوا گذر جاتا ہے۔ مگر مسلم قوم کے کانوں پر جوں نہیں رینگتی۔

اے مسلم قوم کے لوگو میں تم سے اپیل کرتا ہوں کہ خدارا اس کا جواب دو کہ کیا یہ گالیاں تمہارے نزدیک جائز ہیں اور صرف مولوی کے الفاظ کافر مرتد سے ہی تم کو چڑ ہے۔ اگر ایسا ہے تو تم کو ایسا گندہ کردار مبارک ہو۔

اُمیدواروں کا عظیم قافلہ

آج کل الکشن میں ایک ایک حلقے سے کثیر تعداد میں اُمیدوار کھڑے ہوجاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آپس میں انتشار پیدا ہوتا ہے اور ایسا شخص کامیاب ہوجاتا ہے جو ہمارا دشمن ہمارے دین کا

دشمن ہے ایسے ایسے لوگ میدان میں آجاتے ہیں جن کے کامیاب ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہاں یہ ضرور ہے کہ اس طرح سفینۂ مسلم کے ڈوب جانے میں مدد ضرور مل جاتی ہے۔ کاش یہ لوگ عقل سے کام لے کر ایسے شخص کے حق میں دست بردار ہو جاتے جو مسلم ہو مسلم قوم کا درد رکھتا ہو، کام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

تباہی و بربادی کی ایک اور مثال

افسوس شامتِ اعمال نے اب ہماری ذہنیت کو اتنا گندہ کر دیا ہے اور مسلم قوم اتنی ذلیل سطح پر اُتر آتی ہے کہ ایسے کو نمائندہ بنانے پر زور دینے لگتی ہے جس پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے جن کا وجود ہی مسلم قوم کی پیشانی پر سیاہ داغ ہے۔

اے مسلم قوم! تیری زندگی کے اکثر شعبوں سے اسلام دشمنی کی بُو آرہی ہے اور پھر اپنی تمام تباہی، بربادی کا رونا روتی ہے۔

یاد رکھو تم نے خود ہی تمام آفتوں اور بلاؤں کو دعوت دی ہے ؎

تم کو اللہ کی نصرت ہو بھلا کیا حاصل
خود ہو بھٹکے ہوئے کھو بیٹھے ہو اپنی منزل

شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی مَردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں۔ حدیث ملاحظہ فرمائیے:

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس مرد پر لعنت کی جو عورتوں کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر لعنت کی جو مردانہ لباس پہنتی ہے۔

دوسری حدیث ملاحظہ فرمائیے:

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت کی جو مردوں سے

تشبہ کریں اور ان مردوں پر جو عورتوں سے تشبہ کریں۔

(بہار شریعت ج ۱۶ ص ۱۴)

غیر مسلم اور مسجد کا احترام

ایک وہ وقت تھا جب غیر مسلم قومیں بھی مسجدوں کو احترام کی نظر سے دیکھتی تھیں اور آج بھی یہ کہیں اس کا منظر دیکھنے میں آجاتا ہے۔ بارات باجے کے ساتھ چلی جارہی ہے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی مگر جب مسجد آجاتی تو یہ لوگ فوراً باجا بند کر دیتے اور خاموشی کے ساتھ بارات آگے بڑھ جاتی۔ کم سے کم ۲۵ گز کے فاصلے پر نکل جانے کے بعد پھر باجے کی آواز آتی تھی لیکن افسوس تو یہ ہے کہ غیر مسلم قوموں کی اس عادت کو خود مسلم قوم نے خراب کیا ہے۔ اب وہ مسجد کے پاس بڑی شدت سے باجا بجاتے ہیں اور بند کرنے کا کوئی احساس ان کو نہیں ہوتا۔

اے مسلم قوم تجھ کو شرم نہیں آتی! کیا حق ہے تجھ کو غیر مسلموں سے یہ کہنے کا، کہ مسجد کے پاس باجا مت بجاؤ جبکہ تم خود ہی مسجد کے نیچے دن رات ریڈیو بجارہے ہو۔ شادی کے موقع پر پڑوس ہی میں ریکارڈ بجتا رہتا ہے۔ اس وقت تمہاری غیرتِ ایمانی کہاں چلی جاتی ہے۔ کیوں اپنی منحوس حرکتوں کی بدولت اپنے نشیمن کی طرف بجلیوں کو بڑھنے کی دعوت دے رہے ہو۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اذان ہو رہی ہے اور ریڈیو بج رہا ہے۔ تمہارے دل نہیں سیاہ خانے ہیں۔ خدارا اپنے حال پر رحم کرو۔ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پستا ہے۔ تمہاری بداعمالیوں کی نحوست کا اثر اچھے لوگوں پر بھی پڑے گا اور کسی بھی شکل میں عذاب آنے پر تمہارے ساتھ تمہارے شریف پڑوسی کو بھی اس عذاب میں گرفتار ہونا پڑتا ہے۔

دنیا میں مسلمانوں کی حالت

آج دنیا میں جس طرف نظر ڈالو مسلم قوم کسی نہ کسی حیثیت سے تباہ و برباد ہو رہی ہے۔

حرب اسرائیل جنگ نے ہماری تمام بداعمالیوں کو برہنہ کر دیا ہے۔ ذرا سوچو کیا یہ وہی عرب ہیں جن کے آباء و اجداد سے قیصر و کسریٰ لرزتے تھے۔ جس طرف نکل جاتے تھے فتح و نصرت ان کے قدم چومتی تھی۔ ان کے عزم و استقلال کے سامنے بڑی بڑی طاقتیں فنا ہو گئیں۔

خوب یاد رکھو! مسلم قوم نے جتنی لڑائیاں لڑیں اس میں نہ تو وہ تعداد میں زیادہ تھے اور نہ سامانِ جنگ ہی میں (سوا دو ایک جنگوں کے) اُن کے دل میں خلوص تھا۔ اسلام کی خاطر مر مٹنا وہ عین سعادت سمجھتے تھے۔ اللہ و رسول کی فرمانبرداری ان کا پہلا ایٹم تھا۔ یہی وہ اسباب ہیں جن کی بدولت رحمتِ خداوندی ان کے ساتھ تھی لیکن تم۔ آہ یہ مجھ سے کہلاؤ خود سوچو کہ تم کیا ہو۔ اپنی بداعمالیوں سے توبہ کرو۔ اسلامی تعلیمات کو اپناؤ۔ پھر دیکھو کہ رحمت باری تمہارے ساتھ ہے نہیں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے ناامید مت ہو وہ بڑا مہربان ہے تم سچے دل سے توبہ کر کے اس کی بارگاہ میں سر جھکاؤ۔ اس کا فرمان آج بھی تم کو خوش خبری دے رہا ہے

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ — نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ اور تم ہی غالب آؤ گے
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ پ۴ — اگر ایمان رکھتے ہو۔ (ترجمہ اعلیٰ حضرت)

قومی ہمدردی | قومی ہمدردی کا تو نام و نشان مٹ چکا ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ جب ایک مسلمان کے پیر میں کانٹا لگ گیا تو تمام مسلمان بےچین ہو جاتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کے پیر میں کانٹا لگ گیا ہے لیکن آج ہمارا یہ عالم ہے کہ بھائی بھائی کو قتل کر رہا ہے۔ باپ بیٹے میں جنگ ہو رہی ہے بیٹا ماں کو گالیاں دے رہا ہے بلکہ پٹائی کر رہا ہے غرض نافرمانی اور بےادبی کا سلسلہ چل رہا ہے حد ہو گئی شاگرد اُستاد کی بےادبی کر رہا ہے۔ مرید اپنے پیر کی اور ظلم بالائے ظلم اُمتی[1]

[1] رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھی کتاب براہین قاطعہ دیوبند ص۲۶

اپنے پیغمبر کی توہین کر رہا ہے اور حد یہ ہے کہ بندہ خدا کو بھی جھوٹ بولنے پر قادر بتا رہا ہے۔

بات چل رہی تھی قومی ہمدردی کے متعلق سوچئے کہ میں غلط تو نہیں کہہ رہا ہوں اپنے اعمال کا محاسبہ کیجئے اور حالات کو سدھارنے کی کوشش کیجئے۔ آج آپ کی زبان پر یہ ہے کہ الہ آباد میں فساد ہو رہا ہے مسلمان مارے جا رہے ہیں جبلپور میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی کلکتہ میں مسلمانوں کو بری طرح موت کے گھاٹ اتارا جا رہا ہے لیکن تمہارا کیا حال ہے۔

آہ! میں کیا کہنا چاہتا ہوں سنو اور بغور سنو

آپ نے جو کچھ فرمایا سب صحیح لیکن میں کہتا ہوں کہ ان فسادات کی خبریں سن کر تمہارے اندر کیا فرق آیا۔ تمہاری زندگی کا رخ کیوں نہیں مڑتا۔ ان خبروں کو سن کر تمہاری زندگی میں انقلاب کیوں نہیں آتا؟ میں پوچھتا ہوں سچ سچ بتاؤ کیا تم نے تاش کھیلنا بند کیا۔ جوا کھیلنا ترک کیا شراب سے کنارہ کشی اختیار کی اور نہ جانے کتنے برے کام جو تمہارا اوڑھنا بچھونا بنے ہوئے ہیں انھیں ترک کیا؟ اسلام کی جو روح ہے جس کی بدولت تم ساری دنیا پر حکمرانی کرتے تھے وہ مغربی تہذیب کی نذر ہو چکی ہے۔ اگر اب بھی تم نے آنکھیں نہ کھولیں تو جو حشر بیت المقدس میں عربوں کا ہو رہا ہے تم کو بھی اس کے لئے تیار رہنا چاہئے

دعوتِ فکر

آؤ قرآن عظیم تم کو دعوتِ فکر دے رہا ہے تمہیں دنیا میں زندہ رہنے اور باعزت زندگی گذارنے اور مرنے کا صحیح نظریہ پیش کر رہا ہے۔ دامن پھیلاؤ اور قرآن کی تمام تر روحانی عظمتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ — اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے

لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (پ ۴ ع ۱) — اور ہر گز نہ مرنا مگر مسلمان (ترجمہ رضویہ)

قرآن شریف میں آیا ہے کہ زندہ رہو تو مسلمان بن کر اور مرو تو مسلمان بن کر۔ مرنے پر تو شدید تاکید کی جا رہی ہے کہ مسلمان ہو کر مرو۔

لہٰذا اب اپنی زندگی کو اسلامی طریقہ پر گذارو اس کے بعد اگر کبھی دشمن تم کو برباد کرنے پر آمادہ نظر آئے تو ڈٹ کر حالات کا مقابلہ کرو۔ ہر وقت پاک صاف رہو، عطر لگاؤ، اور شہید ہونے کو تیار رہو اور اس موقع پر لوٹ کھسوٹ زنا سے بہت پرہیز کرو ورنہ تباہ کر دیئے جاؤ گے۔ اگر تم نے یہ حرکت کی اور ان دو کاموں میں مشغول ہوئے بس رحمتِ خداوندی تم سے منہ پھیر لے گی اور تمہارا حشر انتہائی دردناک ہوگا۔

اس وقت تمہارے سامنے صرف اسلام کی عظمتوں کے بلند میناروں کو قائم رکھنا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضامندی پیشِ نظر رکھنا چاہیئے اور نتیجہ خدائے قدیر و قیوم پر چھوڑ دینا چاہیئے۔

مسلمان کے دو شاندار پہلو

تمہاری زندگی کے دونوں پہلو انتہائی روشن و تابناک ہیں زندہ رہے تو غازی اور مر گئے تو شہید۔ دنیا میں ایسا شاندار اور روح پرور نظریہ کوئی مذہب پیش نہ کر سکا۔ اسلامی تعلیمات سے فائدہ اٹھاؤ۔ اس سے لاپرواہی برت کر اپنے کو تباہی و بربادی کے غار میں مت ڈالو کیا میں امید کروں کہ مسلم قوم کے افراد میری اس آواز پر لبیک کہیں گے؟

سینما

ریڈیو ہی وہ آلہ ہے جو سینما دیکھنے کی خواہش پیدا کرتا ہے بلکہ یہ کہہ لیجئے کہ ریڈیو سینما کا داہنا بازو ہے۔ سینما دیکھنے سے کیا ہوتا ہے۔ اس نے اسلامی معاشرے کو کس طرح ڈسا ہے یہ اہلِ علم خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔

زنا کا تصور

آج کی بڑھتی ہوئی زناکاری میں سینما اور ریڈیو کا زبردست ہاتھ ہے سینما دیکھ کر جنسی خواہشات بڑھتی ہیں اور پھر جب ان عورتوں اور مردوں کو ملنے کا جائز طریقہ شادی میسر نہ ہوتا ہو تو ناجائز تعلقات کا دروازہ کھلتا ہے۔

آج جو کنواری لڑکیاں شادی سے قبل ہی ماں بن جاتی ہیں یہ سب سینما اور ریڈیو ہی کا کرشمہ ہے۔

ناجائز بچے

ریڈیو اور سینما کی برکت سے زنا کی بڑھتی ہوئی لعنت سے جو بچے پیدا ہو رہے ہیں اس کی تعداد کا اندازہ اخبارات سے ہو سکتا ہے۔

ایک پاکستانی اخبار کا کہنا ہے کہ:

"ایک محتاط اندازے کے مطابق ایک سال کے اندر اندر صرف کراچی میں پچاس ساٹھ زندہ یا مردہ حرامی بچے پائے جاتے ہیں۔ واضح رہے کہ ان میں ایسے بچے قطعی شامل نہیں ہیں جو عالم وجود میں آنے ہی نہیں پائے اور اسقاطِ حمل کے ذریعے وقت سے پہلے ہی ضایع کر دیئے جاتے ہیں۔ تشویش کی بات یہ ہے کہ ان کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔"

(۲۲ اپریل ۱۹۶۸ء مطابق ۸ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ بحوالہ سنڈے مشرق)

کنواری ماں

اسی روز نوائے وقت کی اشاعت میں یہ خبر بھی ہے:

"میرپور خاص شہر کے وسط میں کوڑا کرکٹ کے ڈھیر سے بارہ نوزائیدہ بچوں کی لاشیں ملی ہیں۔ پولیس کے خیال کے مطابق کنواری ماؤں نے اپنے گناہوں کی پردہ پوشی کے لئے بچے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر میں دبا دیئے تھے۔"

"نوائے وقت" ۱۱ فروری ۱۹۶۸ء

یہ ہیں نئی تہذیب کی کرشمہ سازیاں۔ ان ظالم ماؤں کو اصل سزا تو آخرت میں

ٹے گی یہاں بھی راز کھل جانے پر سارے خاندان کی ناک کٹ جاتی ہیں۔

ننگی عورتیں

قرب قیامت کی نشانیوں میں سے۔ جبر بھی منسلک کر لیجیے کہ "عورتیں کپڑے پہنے ہوں گی اس کے باوجود عریاں ہوں گی۔ زینت کر کے باہر نکلا کریں گی"

"بحار الانوار۔ پیغمبر اسلام کی پیشین گوئیاں صہ۳۱"

جس طرف نظر ڈالیے یہ ہنگامہ برپا ہے۔ ہر ملک میں یہ عریانیت پائی جاتی ہے اور روز بروز اس میں اضافہ ہو رہا ہے افسوس تو یہ ہے کہ مسلم قوم کی بہو بیٹیاں بھی اس معصیت میں غوطہ زن نظر آ رہی ہیں۔

عریاں لباس پہننا کس نے سکھایا

آج کل کی عورتوں نے عریاں لباس پہننا کہاں سے سیکھا۔ اس سلسلے میں سینما کا نام صف اول آتا ہے۔ سینما ہی وہ لعنت ہے جس نے عورت کو اس کے مقام سے گرا کر جانوروں کی صف میں لا کر کھڑا کر دیا ہے جس طرح جانور سے کام لیا جاتا ہے۔ اس طرح آج فلم کمپنیاں اور دیگر کاروباری ادارے عورت ہی کو استعمال کر رہے ہیں۔ اور ان کی عریاں تصویریں شائع کر کے ان کی حیثیت کو گرا رہے ہیں۔ مگر افسوس کہ عورت کو ذرا بھی خیال نہیں آتا۔ آج عورتیں ماضی کی تاریخ بھول گئیں۔ یہی عورت ہے جس کو اسلام سے قبل پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کرنے کی رسم جاری تھی۔ یہی وہ عورت ہے جس کو شوہر کے انتقال کے بعد شوہر کے ساتھ زندہ جل جانا پڑتا تھا۔

اسلام آیا تو عورتوں کے لئے بھی ایک صاف ستھرا قانون ساتھ لایا اور

اس کا صحیح مقام و منصب بتایا۔ عورت نے اپنے اس منصب کو چھوڑ کر انگریزی تہذیب کو اپنانا شروع کر دیا۔ اس کا نتیجہ سامنے ہے

زنا کی زیادتی

قربان جائے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اُنھوں نے اپنے غلاموں کو خبردار کرنے کے لئے پہلے ہی سے اشارے فرما دیئے ہیں۔ قربِ قیامت کی نشانیاں بیان فرماتے ہوئے آقائے کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

زنا کی زیادتی ہو گی اور اس بے حیائی کے ساتھ جیسے گدھے جفتی کرتے ہیں۔ زنا کرتے وقت بڑے چھوٹے کسی کا لحاظ و پاس نہ ہو گا۔ "بہارِ شریعت اوّل"

موجودہ دور میں زنا کی کثرت سے آپ کو انکار نہ ہو گا۔ ہاں یہ بات ابھی منظر عام پر نہیں آئی ہے کہ گدھے کی طرح عام شاہراہوں پہ زنا ہو۔ لیکن خوب یاد رکھئے کہ ریڈیو، سینما، فحش رسالے، ننگی تصویریں کالج و یونیورسٹیوں میں لڑکے لڑکیوں کی ایک ساتھ تعلیم جاری رہی تو وہ دن دور نہیں ہے جبکہ عام سڑکوں پر زنا ہو گا۔ وہ وقت ایسا نازک وقت ہو گا کہ عورت بالکل کتیا اور گدھی ہو جائے گی کہ پھر جس کتے اور گدھے کا دل جہاں چاہے اور جب چاہے اپنی خواہش پوری کرے۔

زانیوں کا کھانا

لگے ہاتھوں یہ بھی سنتے چلیے کہ دوزخ میں زنا کرنے والوں کو کس قسم کا کھانا پانی دیا جائے گا۔ اسلامی کتابیں اس بات کا اعلان کر رہی ہیں کہ جب دوزخ میں زانی مرد اور عورت پانی چاہیں گے تو ان کو پیشاب کے مقام سے نکلنے والے پیپ اور خون کا جام پیش کیا جائے گا جو اتنا گندہ

ہوگا کہ اس کی مثال پیش کرنے سے قلم قاصر ہے اور تیزی اس قدر ہوگی کہ منہ کے قریب ہوتے ہی منہ کی کھال اس میں گر پڑے گی۔

سڑکوں پر کھلے عام زنا کب ہوگا

جب دنیا میں کنواری لڑکیوں سے پیدا ہونے والی نسل کی کثرت ہوگی۔ جب مائیں اپنے شوہر کے علاوہ دوسرے مرد سے بھی اپنی خواہش پوری کر کے اولاد پیدا کریں گی۔

اگر ——— ریڈیو اور سینما کی لعنت عام ہوتی رہی۔

اگر ——— اس قسم کے گانے سن سن کر ذہن ہموار ہوتا رہا کہ:

۱۔ جادوگر سیاں چھوڑ موری بہیاں ہوگئی آدھی رات اب گھر جانے دو۔

۲۔ پیار کیا تو ڈرنا کیا ۳۔ تم کو فرصت ہو تو ی جاں تو ادھر دیکھ تو لو۔

۴۔ میں کیا کروں رام مجھے بڈھا مل گیا ۵۔ بول رادھا بول سنگم ہوگا کہ نہیں۔

۶۔ پردہ میں رہنے دو پردہ نہ اٹھاؤ پردہ جو اٹھ گیا تو بھید کھل جائے گا۔

تو بس انتظار کیجئے وہ زمانہ بہت قریب ہے کہ کھلے عام زنا ہونے لگے۔

ہوٹلوں کے نام پر چکلے

حیرت میں ڈوب کر لاہور کے ایک ہوٹل کی خبر پڑھیے ایک پاکستانی اخبار رقمطراز ہے کہ:۔

> پاکستان میں عریانی کی لہر۔ روشنیاں مدھم ہوگئیں۔ ساز بجنے لگے۔ ایک عورت ہال میں داخل ہوئی۔ وہ ساز سے ہم آہنگ جسمانی حرکات و سکنات کا مظاہرہ کرتی ہوئی ادھر سے ادھر تھرکنے لگی۔ آہستہ آہستہ اس نے لبادہ اتار دیا۔ اب وہ صرف سیاہ جانگیہ پہنے ہوئے تھی پھر وہ جانگیہ

بھی اُتار دیتی ہے۔ اور نا مُلون کا شفاف لبادہ اوڑھ لیتی ہے۔ اس پر خیرہ کن روشنی ڈالی جا رہی ہے اور کوئی بھی پہلو مستور (پوشیدہ) نہیں رہتا۔ پھر یک لخت اس عورت کے بدن اور لوگوں کی نگاہوں کے درمیان کوئی بھی پردہ حائل نہیں رہتا۔ ساز کا ساتھ دیتے ہوئے وہ اسٹیج کے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں پر گر پڑتی ہے۔ ساز کا سلسلہ اچانک ختم جاتا ہے اور خاموشی طاری ہو جاتی ہے۔

بحوالہ نوائے وقت ۱۲ مارچ ۱۹۶۸ء

(مندرجہ بالا واقعہ لاہور کے ایک ہوٹل کا ہے اور رقاصہ اسکولوں کالجوں کی تہذیب یافتہ لڑکی ہے)

عورتوں کی ہاکی ٹیم

نہیں معلوم اس قوم کو کیا ہو گیا ہے۔ ارے او اپنی لڑکیوں کو آوارہ پھرانے والو ہاکی، فٹ بال بیڈمنٹن اور ٹینس جیسے کھیل کھلانے والو! تم کو کیا ہو گیا ہے۔ خدا و رسول کو بھول گئے۔ موت کا تم کو ڈر نہیں۔ ارے ظالمو! اپنی ہڈیوں پر رحم کرو۔ موت آئے گی اور یقیناً آئے گی کیوں اپنی مٹی پلید کر رہے ہو۔ مسلمان کہلا کر اسلام اور مسلمانوں کے نام پر دھبّہ لگا رہے ہو۔ آخر تم کو کب عقل آئے گی۔ اسلامی ملک میں اور یہ خباثت کہ لڑکیوں کی ہاکی ٹیم بن رہی ہے اور دوسرے ممالک کا دورہ۔ شرم کرو۔ شرم کرو۔ ایک پاکستانی اخبار لکھتا ہے:۔

طالبات کی ہاکی ٹیم۔ عید کے دن پاکستانی لڑکیوں کی ایک ہاکی ٹیم بھارت کے دورے پر روانہ ہوئی۔ لڑکیوں کا ہاکی کھیلنا کوئی قابلِ اعتراض نہیں اس لئے کہ ہمارے

زنانہ اسکولوں کالجوں میں لڑکیاں والی بال، فٹ بال، بیڈمنٹن اور ٹینس جیسے کھیل زمانہ سے کھیل رہی ہیں۔ اب اگر وہ ہاکی بھی کھیلنے لگیں تو اس میں اعتراض کی کیا بات ہے۔ ایک صاحب کا کہنا ہے کہ دنیا بھر کی لڑکیاں ہاکی کھیلتی ہیں اگر ہماری لڑکیوں نے ہاکی ٹیم بنالی تو کونسا غضب ہوجائے گا۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا ناکہ وہ گول ہار جائیں گی۔

رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ۲۲ مارچ ۱۹۶۸ء

بحوالہ مشرق ۱۴ مارچ ۱۹۶۸ء

سینما کو عام کرنے کی سرکاری اجازت

آج کل کسی بھی بری بات کو سننے کے لئے تعجب کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ماحول بہت تیزی کے ساتھ خراب ہوتا جارہا ہے۔ پاکستان کی ایک صوبائی حکومت کا ڈرامہ ملاحظہ فرمائیے:

سینما کا فیض عام کرنے کی ہدایت۔ لاہور ۱۵ مارچ صوبائی حکومت نے ایک گشتی مراسلے میں ہدایت کی ہے کہ سفری سینما دور افتادہ علاقوں کا کثرت سے دورہ کریں تاکہ وہاں زیادہ سے زیادہ عوام کو سستی تفریح مہیا ہوسکے۔

رضائے مصطفیٰ ۲۲ مارچ ۱۹۶۸ء

بحوالہ روزنامہ مشرق ۱۶ مارچ ۱۹۶۸ء

دہلی میں پاکستانی زنانہ ٹیم کا شرمناک مظاہرہ

آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ پاکستان کی زنانہ ہاکی ٹیم بھارت کے دورے پر آئی۔ اب یہاں آکر اس نے کیا کیا۔ یہ آپ پاکستانی اخبار کی زبانی سُنئے: اخبار کا ایڈیٹر لکھتا ہے:

اگر دشمن کے گھر آنگن میں

دہلی میں غیرت کی نیلامی: پاکستان سے جانے والی لڑکیوں نے کھیلنا کودنا اور دعوتِ نظارہ دینا تھا تو پھر پاکستان کیوں بنایا گیا تھا۔ کنیرڈ کالج لاہور کی جو زنانہ ہاکی ٹیم بھارت کے خیر سگالی دورے پر گئی ہے۔ اس نے عیدالضحےٰ کے روز دہلی میں ایک بھارتی ٹیم سے میچ کھیلا جسے ہزاروں بھارتی تماشائیوں نے دیکھا۔ لاہور کی طالبات جب سفید شلوار قمیص اور سرخ پٹکوں میں ملبوس میدان میں نکلیں تو تماشائیوں میں ہلچل مچ گئی (اور اُنھوں نے خوب آوازے کسے)

رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ ۲۲ مارچ ۱۹۶۸ء

بحوالہ نوائے وقت ۵ مارچ ۱۹۶۸ء

ان بے غیرت لڑکیوں سے ہم کیا کہیں۔ کیسے ان کو سمجھائیں کہ پردہ مسلمان عورت کے لئے کس قدر ضروری ہے۔ اور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

سلسلے میں کیا فرمایا ہے۔

ہاں۔ اس زنانہ ٹیم کی تمام لڑکیوں اور ان کے والدین سے فرداً فرداً ہم اتنا ضرور عرض کریں گے کہ:

"خدا سے ڈر اے ظالم قیامت آنے والی ہے"

اور اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو مولوی کا ایک شعر اور سن لیجئے اور وہ یہ ہے کہ:

جسے سیرت نہ بھائے مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم) کی
ہو اس تہذیب پر لعنت خدا کی

لگے ہاتھوں ہندوستان کے مشہور اہلِ قلم و ادیب حضرت مولانا نسیم بستوی کے چند بند بھی سنتے چلیے کیا خوب فرمایا ہے:

تمہاری لڑکیوں نے غیرتِ قومی مٹائی ہے
تمہاری عورتوں نے عام کر دی بیحیائی ہے
تمہاری آبرو اغیار کے ہاتھوں میں آئی ہے
تمہاری زندگی تم پر قیامت بن کے چھائی ہے

تمہاری عزت و توقیر بازاروں میں مرتی ہے
جہاں انسانیت دم توڑتی ہے آہ بھرتی ہے

وہ عورت جس میں مردوں کی طرح تھی جرأتِ ایماں
وہ عورت جس کے چہرے سے عیاں تھی طلعتِ ایماں

وہ عورت جس نے پائی تھی خدا سے فطرتِ ایماں
وہ عورت جان دے کر جس نے کی تھی خدمتِ ایماں
اب اس کو بے حیا بے شرم و عریاں دیکھتا ہوں میں
اب اس کو پردۂ مغرب پہ رقصاں دیکھتا ہوں میں

امریکہ کی ایک خبر جولائی ۱۹۶۸ء میں امریکن اخبارات میں یہ خبریں شائع ہوئی تھیں کہ امریکہ میں اس وقت ۶۰ فیصدی لڑکیاں ایسی ہیں جو شادی سے قبل ہی ماں بن جاتی ہیں۔

غور فرمائیے کہ کس تیزی کے ساتھ زناکاری کی لعنت عام ہوتی جارہی ہے قیامت کے بادل بہت تیزی کے ساتھ چھاتے جارہے ہیں۔ مسلمانوں کو ہوشیار ہوجانا چاہیئے۔ ہر وقت توبہ و استغفار کرنا چاہیے۔

ہالی ووڈ فلموں کے ذریعے انسانی معاشرہ میں جو گندگی پھیل رہی ہے وہ ساری دنیا کو تباہ کر کے رہے گی۔ ہندوستان میں اس قسم کی فلموں کی نمائش ہو چکی ہے۔ جس میں بچہ پیدا ہوتے دکھایا گیا ہے۔ سینما کے مالکان کی طرف سے یہ اعلان ضرور ہوا کہ یہ فلم صرف بالغوں کے لئے ہے۔

کہنا یہ ہے کہ بالغ مرد و عورت اس فلم میں بچہ جننے کے مناظر دیکھ کر کس قسم کا اثر لیں گے۔ یہ قلم سے لکھنے کی بات نہیں ہے۔

جب حیا و شرم کا جوہر ہی ختم ہوگیا ہو تو پھر سمجھانے کا اثر ہی کیا ہوگا۔ اب آپ کو یہ خبر بھی نوٹ کر لینا چاہیئے کہ وہ دن دور نہیں ہے جب فلموں میں مجامعت کرتے ہوئے دکھایا جائے گا۔ چنانچہ ہالی وڈ کی خبر اخبارات میں شائع

ہوئی ہے کہ وہاں کی حکومت نے فلمی اداروں کو اس کی اجازت دے دی ہے کہ وہ مجامعت کے مناظر پیش کر سکتے ہیں۔ سنسر بورڈ فلم کمپنیوں پر کوئی گرفت نہ کرے گی۔

برطانیہ کی خبر اخبارات شاہد ہیں کہ اس وقت دنیا میں زناکاری کس قدر شباب پر ہے۔

چنانچہ روزنامہ ملاپ دہلی سنڈے ایڈیشن ۲۵ راگست ۱۹۶۸ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ برطانیہ میں ہر سال پچاس ہزار (۵۰۰۰۰) بچے حرامی پیدا ہوتے ہیں۔

سُن لیا آپ نے برطانیہ کی خبر۔ ابھی گھبرائیے نہیں ذرا سینما اور ریڈیو پر گانے سُننے کی لعنت اور عام ہونے دیجئے۔ لڑکیوں کو عریاں لباس پہنا کر اور کالجوں میں تعلیم دلا کر آزاد پھرنے دیجئے پھر دیکھئے کہ کس طرح زندگی گذرے گی۔

حاجی حق حق صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

سکھاؤ لڑکیوں کو ناچنا تم
تو وہ خود سیکھ جائیں گی نچانا

زندگی اور موت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر سرورِ کونین علیہ السلام کا ایک ارشادِ گرامی پیش کر دیا جائے جو زندگی اور موت کا منظر پیش کرتا ہے۔

ملاحظہ فرمائیے:

فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تک تمہارے
حکام اچھے ہوں اور تمہارے مالدار سخی ہوں اور
تمہارے آپس کے مشورے سے ہوں تب تک تمہارے
لئے زمین کی پشت تمہارے لئے زمین کے پیٹ سے
اچھی ہے یعنی زندگی موت سے افضل ہے۔ اور جب
تمہارے حکام بُرے ہوں اور تمہارے سخی بخیل ہوں اور
تمہارے کام عورتوں کے سپرد ہو جائیں تو تمہارے
لئے زمین کا پیٹ پشت سے بہتر ہے۔ یعنی موت
زندگی سے افضل ہے۔[۱]

آپ نے آقائے کونین صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان سُنا۔ اب غور فرمائیے
کہ آج کل عورتوں نے کس طرح آگے بڑھ کر مردوں کی طرح پارلیمنٹ، اسمبلی
اور آفسوں میں کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور عریانیت کا تو وہ شرمناک مظاہرہ
ہو رہا ہے کہ باہر نکلنا دشوار ہے۔ خدا کی قسم راستہ چلنا دشوار ہے کہاں تک
نظروں کو بچایا جائے۔ ہر طرف بے حیائی کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔

پھیری والے کی رپورٹ

حیرت میں ڈوب کر یہ خبر بھی سُن
لیجیے کہ آدمیوں سے زیادہ عورتوں
کو اس وقت کوک شاستر جیسی گندی اور بھونڈی کتابوں کی ضرورت ہے۔
چنانچہ اس ضمن میں خود مجھ سے ایک پھیری کرنے والے کتب فروش نے بتایا

[۱] نئی تقریریں صد ۲

کہ آدمیوں سے زیادہ عورتیں کوک شاستر اور سہاگ رات مانگتی ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ بڑے گھرانے کی عورتوں کا نمبر اس میں بڑھا ہوا ہے۔ وہ عورتیں بضد ہو کر پھیری والے سے کہتی ہیں کہ ہم کو ایسی کتابیں لاکر دو۔ جب تم کتابیں بیچتے ہو تو ہر قسم کی کتابوں کو رکھو تاکہ تمہیں چار پیسے کا فائدہ ہو۔

ناظرین ذرا عورتوں کی بات کا تیور ملاحظہ فرمائیں کہ کس طرح اپنی شرمناک خواہش کو پورا کرنے کے لئے زمین ہموار کر رہی ہیں۔ ظالم نے اپنی بے غیرتی کو پس پشت ڈال کر خود پھیری والے کا ذاتی فائدہ سامنے پیش کیا ہے تاکہ وہ اپنا مفاد سمجھ کر ان کو کوک شاستر لاکر دے جائے اور پھر یہ خوب گلچھرے اُڑائیں

کالج کی تعلیم

کالج میں لڑکیوں کی تعلیم سے ہمیشہ مولویوں نے مخالفت کی اور کرتے رہیں گے۔ اور پھر ایک ساتھ لڑکے اور لڑکیوں کو تعلیم دینا گویا آگ اور پٹرول کو جمع کرنا ہے جس کا نتیجہ صاف ظاہر ہے اس قسم کی نیو فیشن تعلیم سے انسانی معاشرے میں جو برائیاں پھیل رہی ہیں۔ خود عوام کو معلوم ہے۔

اکبر الہ آبادی نے کتنے پتے کی بات کہی تھی کہ ؎

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

فرعون مردود نے اسی ہزار بچوں کو قتل کرا دیا تھا۔ اسی کے متعلق اکبر الہ آبادی نے کہا کہ اگر فرعون کالج کھول دیتا اور جس طرح آج کی ننگی تہذیب ہے یہ رائج کر دیتا تو انسانی معاشرہ خود بخود تباہ ہو جاتا۔

آج کالج کی لڑکیاں کس قدر فتنہ کا سبب بن رہی ہیں اپنے عاشقوں سے خطوط بازی، ان کے ساتھ بھاگنا' یہ بالکل معمولی بات ہے۔ ابھی ۲۲ راگست ۱۹۶۸ء کی تازہ خبر ہے کہ کھُن کھُن جی انٹر کالج لکھنؤ کی ایک طالبہ ایک شخص کے ساتھ فرار ہو گئی۔ اخبار کی پوری رپورٹ ملاحظہ فرمایئے:

کھُن کھُن جی انٹر کالج لکھنؤ کی اغوا شدہ طالبہ ہردوئی سے برآمد ہوئی

ہردوئی ۲۹ راگست۔ باوثوق ذرائع سے پتہ چلا ہے کہ ایک لڑکی راج رانی جو کہ کھُن کھُن انٹر کالج کی طالبہ تھی وہ لکھنؤ سے ۲۲ راگست کو ایک شخص سیتارام ترویدی کے ساتھ بھاگ گئی وہ کل سیتارام ترویدی کے مکان سے برآمد کر لی گئی ہے۔ اغوا کنندہ اور اس کی ماں کو گرفتار کر کے زیر دفعہ ۳۶۶ - ۳۶۳ / ۳۶۸ چالان کر دیا گیا۔ اور لڑکی کو اس کے چچا اور پولیس کے ہمراہ جو کہ لکھنؤ سے آئے تھے لکھنؤ بھیج دیا گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہ لڑکی سعادت گنج کی رہنے والی ہے۔ اور کھتری خاندان سے متعلق ہے۔ اور اس کے باپ بسلسلۂ روزگار کلکتہ میں رہتے ہیں۔

(روزنامہ سیاست جدید کانپور۔ اتوار یکم ستمبر ۱۹۶۸ء)

نوٹ: اس قسم کی خبریں آپ آئے دن اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں۔ یہ سب کالج کی تعلیم، سینما، اور دن رات ریڈیو پر گانے سُننے کا نتیجہ ہے ع

رضا دیں

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

ہماری تباہی

آج ہم جس دورِ پُر آشوب سے گذر رہے ہیں اس کی مثال تاریخ میں نظر نہیں آتی۔ مسلم قوم کی بے راہ روی دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ اسلامی سماج میں نہ جانے کتنی غیر اسلامی رسموں نے داخلہ لے لیا ہے۔ شیطان غلط کاموں کو حسین و جمیل غلاف میں لپیٹ کر قوم کے سامنے پیش کر رہا ہے اور قوم اسے شربتِ روح افزا سمجھ کر نوش کر رہی ہے۔

ہم کو قطعی اس کا احساس نہیں ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ ہماری ان غیر شرعی حرکتوں سے ناموسِ اسلام کی کس قدر بے حرمتی ہو رہی ہے سوچئے تو کلیجہ کانپ اُٹھتا ہے۔

حیرت کا مقام یہ ہے کہ خود ہمارے ہی افراد تبلیغ کا دائرہ بند کر رہے ہیں۔ ان کی نہ جانے کتنی ایسی باتیں ہیں جن کی وجہ سے ایک دردمند مسلمان کی تبلیغ کا دائرہ سمٹتا جا رہا ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

کس دُھن میں بہہ رہی ہے مری کشتیٔ حیات
طوفاں نگاہ میں ہے نہ ساحل نگاہ میں

جماعت سے نماز پڑھنے کی اہمیت کا اندازہ احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لگایا جا سکتا ہے۔ مگر آج اس دور میں جبکہ قدم قدم پر بدعقیدہ اماموں کی بھرمار ہے یہ امر کس قدر دشوار ہو گیا ہے۔ ابھی بدعقیدہ مرتد لوگوں کو جانے دیجئے۔ جب ہم اپنے سُنّی ائمہ مساجد پر نظر ڈالتے ہیں تو ان میں مشکل سے چند ایسے حضرات نظر آتے ہیں جن کی اقتدا کی جا سکتی ہے۔

چند کھلی ہوئی قابلِ اعتراض نشانیاں

* داڑھی کا ایک مشت سے کم ہونا
* ٹخنوں سے نیچا پائجامہ یا تہبند باندھنا
* چین دار گھڑی باندھنا

یہ چند نشانیاں ہیں جو عام طور پر ائمۂ مساجد میں نظر آئیں گی۔ اگر کوئی شامت کا مارا ان باتوں کی طرف نشاندہی کرائے تو اپنی اصلاح کی بجائے اس کی طرف سے نظرِ رحمت پھیر لیتے ہیں۔ اور وہ بیچارا امام صاحب کی نگاہِ غضب کا نشانہ بن جاتا ہے۔

بعض امام صاحبان اپنی غلط روش کا اقرار کر لیتے ہیں اور وعدہ کرنے کے بعد بھی اصلاح کی جانب ان کا قدم نہیں اٹھتا۔ ایسی حالت میں وہ لوگ جو دین کی چند باتیں عوام کو بتانا چاہتے ہیں ان کے لئے دائرہ کس قدر محدود ہو جاتا ہے۔ شاید ابھی آپ نہ سمجھے ہوں اس لئے میں صاف صاف عرض کر دوں کہ جب ایسا شخص اس سنّی امام کی اقتدا کرنے سے مجبور ہے تو وہ کس طرح مسجد میں وقتاً فوقتاً تقریر کا موقع نکال سکتا ہے۔

نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ منافقین کی جماعتیں اپنے ہاتھ پیر پھیلاتی جا رہی ہیں اور بھولے بھالے لوگوں کو نجد کے کانٹوں میں پھنسا رہی ہیں۔



آج کل رمضان کے مبارک مہینہ میں ایک سے ایک ٹیکنی کلر امام نظر آتے ہیں جنہیں دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے، آہ! کس قدر بے غیرت ہیں یہ امام صاحبان کہ ان کو مصلےٰ امامت پر آتے ہوئے ذرا بھی غیرت نہیں آتی۔ قیامت کی خوفناک گھڑیوں کا انھیں کوئی احساس ہی نہیں۔ دین کو ایک مذاق سمجھ لیا ہے۔

میں نے جن ٹیکنی کلر اماموں کا تذکرہ اوپر کیا ہے ان میں کے دو ایک ماڈل کا تعارف کرانا ضروری سمجھتا ہوں۔

(۱) داڑھی بالکل صاف

(۲) ایک مشت سے کم (یعنی کتری ہوئی)

نمبر ایک والا امام کس قدر خطرناک ہے۔ اس قسم کے ایک امام صاحب ایک سال ہمارے قریب کی مسجد میں بھی تراویح کی مسلسل بیس رکعتوں میں مصلیان کو سرفراز فرما چکے ہیں۔

ہم کو امام صاحب پر تعجب کم ہے کہ انھوں نے داڑھی نہ ہوتے ہوئے یہ جرأت گیوں کی اس سے زیادہ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ قوم کا دینی احساس کس قدر مردہ ہو چکا ہے کہ انھیں ذرا بھی خیال نہیں ہوتا کہ ہماری نمازیں اکارت جا رہی ہیں۔ نہیں معلوم ان لوگوں کے نزدیک دینِ اسلام کس چیز کا نام ہے۔

بعض جگہ دونوں نمبروں کے امام صاحبان مسجد میں توبہ کر لیتے ہیں، گا آئندہ

داڑھی نہیں منڈائیں گے اور نہ تو ایک مشت سے کم کرائیں گے۔ اور یہ اس موقع پہ ہوتا ہے جہاں کے لوگ کچھ چک چک شروع کر دیتے ہیں۔

اسلام کے زریں اصول سے فائدہ اُٹھانے کا ایک بہترین موقع ان اماموں کو مل جاتا ہے یعنی ان کا یہ اقرار توبہ کے ضمن میں قبول کر کے ان کو اجازت دے دی جاتی ہے۔ مگر آپ کو یہ سُن کر حیرت ہوگی کہ تراویح سے فارغ ہو کر یا کچھ دن گزارنے کے بعد ان کی وہی رفتار ہو جاتی ہے جو پہلے تھی۔

گویا یہ امام صاحبان رحمتوں کی فصل بہار کے زمانہ میں صرف چند ٹکوں کی خاطر دینِ اسلام سے فریب کرتے ہیں۔ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب علیہ السلام کے دین و مذہب سے کھیلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

تلخ نوائی معاف! خدارا اپنی حالت پر رحم کیجئے۔ لوگوں کی نمازیں برباد نہ فرمائیے۔

آخر میں ہم قوم کے بھولے بھالے افراد سے یہ اپیل کریں گے کہ ہرگز ایسے امام کے پیچھے نماز نہ پڑھیں بلکہ اکیلے ادا کرلیں تاکہ کچھ نہ کچھ ثواب مل جائے اور سنتِ نبی کریم علیہ السلام پر عمل بھی ہو جائے۔



منافق اپنے سربراہوں کی تقلید آنکھ بند کر کے کرتے ہیں۔ ان کی آواز ان سب کی آواز ہوتی ہے لیکن اہل سنت و جماعت کا عجیب حال ہے۔ سب کی الگ راہ الگ منزل ہے۔ منافق اس سے فائدہ اُٹھاتا ہے اور اپنا اُلّو سیدھا کر لیتا ہے۔ کہیں کہیں ایسا منظر بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ وہابی اپنا اقتدار جمانے کے لئے

انتہائی سیاست کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسجد بنانے اور بنوانے کے روپ میں آتے ہیں حالانکہ وہی لوگ جن کے گھروں پر تبلیغی جماعت کے اجتماع ہوتے ہوں او باقاعدہ لوگوں کو بہکا کر تبلیغی جماعت کے اڈوں پر لے جانا جن کا سب سے بڑا مشغلہ ہو بڑے بڑے مرتدوں سے جن کا پورا پورا سازباز ہو اور محض چاپلوسی کے لئے اہلِ سُنّت سے بھی ملتے ہوں، ان کو کیا ضرورت ہے کسی سُنّی مسجد کے انتظامی و تعمیری امور میں دخل دینے کی۔ مگر وہ ایسا کرتے ہیں تاکہ قوم کے سامنے یہ کام دکھا کر مسجد میں اپنے مرتدوں کو لانے کے لئے زمین ہموار ہو جائے۔

افسوس! کہ بھولے بھالے سُنّی اُن کی اس سازش کو نہ سمجھ کر ان کے ساتھ ہو جاتے ہیں اور اپنے صحیح رہنماؤں کی مخالفت کرتے ہیں۔ منافق کی بنوائی ہوئی مسجد، مسجد ہے ہی نہیں، کیا تم کو مسجدِ ضرار کا حال معلوم نہیں جب مدینہ شریف کے قریب منافقوں نے مسجد تعمیر کی اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور اس میں برکت کے لئے تشریف لے چلیں اور نماز ادا فرمائیں۔ لیکن تاریخِ اسلام شاہد ہے کہ اس مسجد کو حضور نے گروا دیا اور اس میں آگ لگوا دی۔ قرآنِ پاک خود اس کا شاہد ہے۔ وہ بھی تو مسجد تھی جس کو جلا دیا گیا۔ مسلمانو! خدارا آنکھیں کھولو اور تبلیغی جماعت، جماعتِ اسلامی کے چیلوں سے پوری طرح ہوشیار رہو۔ اپنے ایمان کو بچاؤ۔ اپنے قریبی ماحول پر نظر ڈالئے ہر جگہ سُنّی مسلمانوں کو نئی نئی دشواریوں کا سامنا ہے۔ فتنے برسات کے پانی کی طرح برس رہے ہیں۔ آقائے کونین علیہ السلام نے آج سے چودہ سو سال قبل ہی ان فتنوں کی اطلاع دے دی تھی۔

ختم شُد

ہماری مطبوعات

فتح القدیر مع الکفایہ عربی	۶۰۰/۰۰	نقش وفا	۴/۰۰
اشعۃ اللمعات اعلیٰ فارسی	۴۰۰/۰۰	حق و باطل کی جنگ	۶/۰۰
" " قسم دوم	۲۸۰/۰۰	تسکین الخواطر	۷/۵۰
" " کاغذ زرد	۲۲۵/۰۰	فی مسئلہ حاضر و ناظر	۷/۵۰
شرح سفر سعادت	۶۰/۰۰	سامانِ بخشش	۱۲/۰۰
جامع الغموض شرح کافیہ	۸۰/۰۰	تجلیۃ المسلم	۳/۰۰
اخبار الاخیار مع مکتوبات فارسی	۴۰/۰۰	معراج النبی	۵/۰۰
شمع شبستانِ رضا مکمل بڑا سائز	۳۱/۵۰	گلستانِ شریعت	۲۴/۰۰
" " چھوٹا سائز مکمل	۲۷/۰۰	مکاشفۃ القلوب	۴۸/۰۰
نظام شریعت	۱۳/۵۰	فاتحہ کا طریقہ	۰/۵۰
مجموعہ نعت اوّل	۱۵/۰۰	زیارت قبور	۱/۲۵
" "	۱۵/۰۰	ضرورت تقلید	(زیر طبع)
نعت حبیب	۱۰/۵۰	حج و زیارت	"
ذکرِ حبیب	۷/۵۰	فضائل شعبان	"
بلانہ کھو	۳/۰۰	" رمضان	"
لہو کی بوندیں	۳/۰۰	علم تجوید	۴/۰۰

مکتبہ نوریہ رضویہ وکٹوریہ مارکیٹ سکھر